Regd no 67

لاہبریری

جبرڈ نمبری ۶۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ

بدر

قادیان

شرح چندہ سالانہ
چھ روپے
ششماہی
۵۰-۳ روپے
ممالک غیر
۵۰-۷ روپے
فی پرچہ ۱۳ نئے پیسے

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

جلد ۸ | ۳۰ شہادت ۱۳۳۸ھ ۲۱ شوال ۱۳۷۸ھ ۳۰ اپریل ۱۹۵۹ء | نمبر ۱۸

اخبار احمدیہ

ربوہ ۲۷ اپریل سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی بذریعہ تار اطلاع فرماتے ہیں کہ:-

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت بعارضہ وجع المفاصل علیل ہے

جیسا کہ احباب کو علم ہے حضور انور کی طبیعت عرصہ سے کمر درد اور پاؤں میں نقرس کی تکلیف کے باعث ناساز چلی آرہی ہے اس لئے احباب خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور کو جلد صحتیاب فرمائے اور صحت و عافیت کیساتھ کام کرنیوالی لمبی عمر عطا کرے۔ آمین۔

قادیان ۲۸ اپریل۔ گذشتہ فروری سے سستے نرخ پر آٹے کیلئے جو سرکاری ڈپو پنجاب میں کھولے تھے اب گندم کی نئی فصل نکل آنے پر ان سے آٹا لینے والوں کی تعداد خود بخود کم ہو گئی ہے تاہم محض خدمت خلق کی غرض سے مقامی طور پر جو ڈپو مجلس خدام الاحمدیہ کے زیر اہتمام چلایا جا رہا ہے بفضلہ تعالیٰ نہایت کامیابی سے ابتک کام کر رہا ہے نئی گندم کے نرخ مناسب سطح پر آجانے پر امید ہے کہ چندروز تک ڈپو کا کام مکمل طور ختم ہو جائیگا۔ قادیان ۲۸ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیر و عافیت سے ہیں۔ الحمد للہ

دجّال اور یاجوج و ماجوج

(از مکرم مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل جالندھری)

قرآن مجید، احادیث نبویہ، تورات اور انا جیل سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ آخری زمانہ کا سب سے بڑا فتنہ اور سب سے بڑا ہنگامہ دجال اور یاجوج و ماجوج کا فتنہ اور ہنگامہ ہے جملہ انبیاء اس فتنہ عظیمہ سے ڈراتے آئے ہیں۔ اور تمام آسمانی کتابوں میں اس ہنگامہ کا تذکرہ موجود ہے۔

بائیبل کے آخری صحیفہ مکاشفہ یوحنا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی پیشگوئی کا تذکرہ بادشاہوں کا بادشاہ اور خداوندوں کا خداوند کے نام سے کرنے کے بعد ایک ہزار برس تک ابلیس اور شیطان کے اتھاہ گڑھے میں قید کئے جانے کا بیان ہے (مکاشفہ ۱۹/۲۰، ۲۰/۳) اس کے بعد خبر دی گئی ہے کہ:-

"جب ہزار برس پورے ہو چکیں گے تو شیطان قید سے چھوڑ دیا جائے گا۔ اور ان قوموں کو جو زمین کے چاروں طرف ہونگی یعنی یاجوج و ماجوج کو گمراہ کر کے لڑائی کے لئے جمع کرنے کو نکلے گا۔ ان کا شمار سمندر کی ریت کے برابر ہوگا اور وہ تمام زمین پر پھیل جائیں گی۔ اور مقدسوں کی لشکر گاہ اور عزیز شہر کو چاروں طرف سے گھیر لیں گی۔ اور آسمان پر سے آگ نازل ہو کر انہیں کھا جائیگی۔"

(مکاشفہ ۲۰/۷-۱۰)

بائیبل کے صحیفہ حزقیل نبی کی کتاب میں یاجوج ماجوج کی علاقائی تعیین بایں الفاظ موجود ہے:-

(الف) "خداوند یہوداہ یوں کہتا ہے کہ دیکھ اے جوج! روش اور مسک اور توبال کے سردار! میں تیرا مخالف ہوں۔"

(حزقیل ۳۸/۲ و ۳۹/۱)

(ب) "میں ماجوج پر اور ان پر جو جزیروں میں بے پروائی سے سکونت کرتے ہیں ایک آگ بھیجوں گا اور وہ جانیں گے کہ میں خداوند ہوں۔" (حزقیل ۳۹/۶)

مشہور مؤرخ ابن خلدون نے بھی یاجوج ماجوج کے علاقوں اور ان کی نسل کی نشاندہی کی ہے اور بتایا ہے کہ یہ شمالی علاقوں کے باشندے ہیں اور ترکوں سے ان کی نسل ملتی ہے۔

(مقدمہ ابن خلدون صفحہ ۷۲ و صفحہ ۶۹ و صفحہ ۶۵ و صفحہ ۶ و صفحہ ۳۷ مطبوعہ مصر)

اگرچہ پرانے زمانوں سے یاجوج و ماجوج اور دجّال کے بارے میں یہودیوں، عیسائیوں اور مسلمانوں میں بہت سے افسانے رواج پا گئے ہیں۔ جو نسلاً بعد نسل اضافہ اور مبالغہ کے ساتھ پھیلتے گئے۔ اور ان قوموں کے بارے میں عجیب در عجیب قصے تراشے گئے وہ ساری کہانیاں تو درست نہ تھیں۔ مگر بنیادی حقیقت موجود تھی۔

قرآن مجید نے جہاں ایک طرف آئندہ کی پیشگوئی کے طور پر یاجوج و ماجوج کے خروج اور ان کی ترقیات کی خبر دی وہاں پر اس نے ان کے آغاز اور انجام کے بارے میں اسی قدر بیان پر اکتفا فرمایا ہے۔ جو عالمگیر آسمانی کتاب کے شایانِ شان ہے۔ یہ ایک لطیف نکتہ ہے کہ قرآن مجید میں دجال کا لفظ مذکور نہیں۔ مگر یہ بتایا گیا ہے کہ عیسائیوں کا مسیح کو ابن اللہ قرار دینے کا فتنہ سب فتنوں سے بڑا فتنہ ہے۔

وقالوا اتخذ الرحمٰن ولداً۔ لقد جئتم شیئاً اداً۔ تکاد السمٰوٰت یتفطرن منہ وتنشق الارض وتخر الجبال ھداً۔ ان دعوا للرحمٰن ولداً۔

(سورہ مریم ع ۶ ۸۹-۹۲)

عیسائیوں نے خدائے رحمٰن کا بیٹا ٹھہرایا ہے اے نصاریٰ! تم نے بہت افترا کیا ہے۔ عنقریب اس سے آسمان پھوٹ جائیں گے زمین شق ہو جائے گی۔ اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے (یعنی کامل تباہی آئیگی) کیونکہ ان لوگوں نے خدائے رحمٰن کا بیٹا قرار دیا ہے۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سورۂ کہف کی ابتدائی اور آخری دس دس آیات پڑھنے والا دجال کے فتنہ سے محفوظ رہ سکتا ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الفتن)

سورۂ کہف کے ابتداء میں ان لوگوں کے اس فتنہ کا تذکرہ ہے کہ وہ خدا کا بیٹا قرار دے کر اس کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ اور سورۂ کہف کے آخر میں ان کی دنیوی ترقیات کی طرف اشارہ کے لئے "وھم یحسبون انھم یحسنون صنعاً" کے الفاظ فرمائے ہیں۔ اس آخری جگہ یاجوج و ماجوج کی ترقیات کا تذکرہ فرمایا ہے۔

پس اگرچہ دجّال کا لفظ قرآن مجید میں موجود نہیں۔ مگر یہ صاف بتا دیا گیا ہے کہ درحقیقت دجال یاجوج و ماجوج کا ہی نام ہے۔ ان کے مذہبی گروہ کی دجل و تلبیس کے باعث انہی کو دجال کہا گیا ہے۔ اور ان کے آگ سے کام لینے اور سمندر کی موجوں کی طرح روئے زمین پر غالب آجانے کے باعث انہی کو یاجوج ماجوج قرار دیا گیا ہے۔ مشہور امام لغت راغب اصفہانی نے اپنی کتاب "المفردات" میں یاجوج و ماجوج نام کی یہی وجہ تسمیہ قرار دی ہے۔

مستقبل کی پیشگوئیوں میں عام طور پر مجاز و استعارہ کی زبان استعمال کی جاتی ہے۔ کیونکہ ان سے ایمان کا تعلق ہوتا ہے اور ایمان میں کوئی نہ کوئی اخفاء کا پہلو ضرور ہوتا ہے۔ چونکہ دجال اور یاجوج و ماجوج کے بارے میں صدیوں سے بے شمار افسانے گھڑے جا رہے تھے۔ اس لئے آج سے ستر برس قبل جب حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے فرمایا کہ دجال اور یاجوج و ماجوج سے مراد "انگریز[1] اور روس" ہیں۔ اور دجال سے مراد "پادریوں کا گروہ" ہے۔

(ازالہ اوہام مطبوعہ ۱۸۹۱ء حصہ دوم صفحہ ۲۱۱ و صفحہ ۳۷۶ طبع دوم)

تو آپ کے خلاف ایک طوفان بے تمیزی برپا کیا گیا اور شور مچایا گیا کہ یہ شخص درحقیقت مسیح موعود بننے کے لئے ایسی تاویلیں کر رہا ہے ورنہ ابھی یاجوج و ماجوج اور دجال ظاہر نہیں ہوئے کیونکہ ہم نے ان کا جو نقشہ بنا رکھا ہے۔ روس، انگریز اور پادری اس پر پورے نہیں اترتے لیکن آج پہلا موقعہ ہے کہ صاف اور کھلے طور پر تسلیم کر لیا گیا ہے کہ واقعی یاجوج و ماجوج اور دجال کا ظہور ہو چکا ہے۔

مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی مدیر "صدق جدید" لکھنؤ لکھتے ہیں:-

"یاجوجیوں کا نعرہ"

"لندن ۲۷ جنوری۔ ماسکو ریڈیو نے کل اعلان کیا ہے کہ روس کے مصنوعی سیارے اور راکٹ خدا سے ملاقات کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ روسی راکٹوں کو کسی ایسی اعلیٰ و ارفع ہستی کا پتہ نہیں چلا ہے۔ جسے مذہبی لوگ خدا کہتے ہیں۔ اور اس کی عبادت کرتے ہیں۔

خدا کی تلاش راکٹوں اور میزائلوں کے ذریعہ سے کرنے کی آج تک کسی کو کیوں سوجھی ہوگی۔ دنیا میں (باقی صفحہ ۲ پر)

[1] امریکن بھی انگریز ہیں۔ (الفرقان)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے رانا آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

ہفت روزہ بدر قادیان ـــ مورخہ ۳۰ اپریل ۱۹۵۹ء

وقت کی ضرورت

امتِ اسلامیہ پر جو زبوں حالی کا عالم طاری ہے اور عامۃ المسلمین، دینِ حنیف سے بے اعتنائی بلکہ اپنی بے راہ روی سے پسندیدہ دین کے لئے جس بدنامی کا باعث بن رہے ہیں یہ سب ناگفتہ بہ حالات ایک دردمند دل کو بے تاب کئے دیتے ہیں۔ بایں ہمہ امتِ مرحومہ کی ایسی خطرناک بیماری کا حقیقی علاج تو خیر دور کی بات ہے۔ اول تو وہ صحیح رنگ میں تشخیصِ مرض کر نہیں پاتے یا ان میں سے جو کسی قدر ان حدود کے قریب پہنچتے ہیں بجائے مقررہ شاہراہوں پر قدم مارنے کے اسلام کی نشأۃ ثانیہ کی نسبت ان کے بعض فارغ سانہ نظریات غیر شعوری طور پر انہیں گمراہ کن پگڈنڈیوں پر ڈال دیتے ہیں۔ جو دور کے مسافر کو ایک ایسے بیابان کی طرف لے جاتی ہے جہاں پہنچ کر نہ تو اُسے منزلِ مقصود نظر آتی ہے اور نہ ہی واپسی کے نقوش ملتے ہیں۔

صوفی نذیر احمد صاحب کاشمیری بھی غالباً انہی چند بزرگوں میں سے ہیں جو امتِ اسلامی کی زبوں حالی، عامۃ المسلمین کی بے عملی، دینِ متین سے بے اعتنائی اور اس کے نتیجہ میں جملہ لوازمات کا بڑا احساس رکھتے ہیں۔ ان کے مضامین گاہے ماہے اخبارات کی زینت بنتے رہتے ہیں۔ ایک سچے مسلمان کی طرح موصوف بھی اپنے دل میں اسبابات کی شدید تمنا پاتے ہیں کہ جس طرح بھی ہو سکے اُمتِ مرحومہ دورِ حاضر میں اپنے لقب کی مصداق فی الحقیقت خیرِ امت بن جائے۔ مگر ظاہر ہے کہ محض تمناؤں اور خالی خولی باتوں سے دنیا میں کوئی بھی انقلاب نہیں آیا کرتا خواہ یہ انقلاب جسمانی ہو یا روحانی بلکہ مؤخر الذکر انقلاب جو دلوں کی تبدیلی ناتے سے تعلق رکھتا ہے مقدم الذکر سے کہیں زیادہ کٹھن اور دشوار ہے۔

بہرحال صوفی صاحب کا یہ جذبہ قابلِ قدر ضرور ہے۔ مگر افسوس کہ آں [illegible] بیان کردہ انقلاب اور نظریہ جب تا ممکن العمل ہے ویسا خلاف منشاء تعلیماتِ اسلام بھی ہے۔ مگر صوفی صاحب اپنی بات پر مصر ہیں۔ چنانچہ اخبار صدق جدید کے تازہ شمارہ مجریہ ۱۲ اپریل ۱۹۵۹ء میں آپ کا ایک مضمون بعنوان "ظلی یا غیر تشریعی نبوت کی حقیقت" شائع ہوا ہے۔ جس میں آپ نے اپنے انہیں خیالات کا اعادہ کیا ہے جو قبل ازیں مختلف اوقات میں بیان کر

چکے ہیں۔ یعنی اسلام کے احیاء اور اس کی نشأۃ ثانیہ کے لئے حامی دینِ متین کی حکمت کاملہ کو سمجھنے یا اس بارہ میں کتابِ عزیز کے بیان فرمودہ طریق پر سوچ بچار سے کسی راہ کے تعین کی بجائے مختلف الخیال فرقہ ہائے اسلامیہ کے علماء باہمی مشورہ سے کوئی ایسی پالیسی وضع کریں جس سے الحاد و بے دینی کے تند سیلاب کا مقابلہ کیا جا سکے۔

مگر علماء کرام کی نسبت سالہا سال کے تجربات اس بات پر شاہد ہیں کہ یہ عالمگیر بگاڑ نہ صرف یہ کہ علماء وقت کے بس کا روگ نہیں بلکہ انکا تو وہ رشتہ ہے پچھلے پچاس ساٹھ سالہ مساعی کی تلخ تاریخ ہمارے سامنے ہے۔ اصلاحِ امت کی اصل راہ کو چھوڑ کر علماء زمانہ نے وہ کون سے جتن ہیں جو کر نہیں ڈالے مگر ؎

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

حتیٰ کہ علماء زمانہ کی سالہا سال کی مسلسل ناکامی و نامرادی انہیں بآوازِ بلند پکار رہی ہے کہ

ترسم کہ نہ رسی بہ کعبہ اے اعرابی
کیں راہ کہ تو میروی بترکستان است

چنانچہ غنیمت ہے کہ اس مسلسل ناکامی سے علماء کرام کے ایک طبقہ کی زبان سے اس سچی اور سچی بات کا اظہار ہونے لگا ہے جس کی طرف احمدیہ جماعت یون صدی سے دعوت دے رہی ہے۔ ذرا صوفی نذیر احمد صاحب کاشمیری ہی کے الفاظ میں علماء کے اس بدلے ہوئے خیال کو ملاحظہ کیجئے۔ عالمگیر کفر کے مقابل پر مختلف الخیال علماء کی باہمی آویزش کا تذکرہ کرتے ہوئے موصوف فرماتے ہیں:-

"عالمگیر کفر کے مقابل پر ہرگز اپنی اپنی طبقاتی حدود کی پابندیوں میں جکڑے ہوئے عہدہ برآ نہیں ہو سکتے موجودہ وقت میں ہم لوگوں میں اگر کوئی قوت پیدا ہوتی بھی ہے تو وہ اس باہمی الجھاؤ کے تجربے میں ایک دوسرے سے تبری و لاتعلقی کے اظہار میں صرف ہو جاتی ہے۔ اس خودستائی اور خود مرکزیت و خود حفاظتی میں ہم اس طرح بے خود ہیں کہ اصل خطرے کا ہمیں اکثر ادنیٰ خیال تک نہیں ہوتا اور وہ خطرہ یوماً فیوماً [illegible]

امتِ اسلامیہ کو چاروں طرف سے گھیرے چلا جا رہا ہے۔ کسی بڑے سے بڑے عالم دین کو اس طرف متوجہ کرنے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ یہ جواب دے کر اپنا پیچھا چھڑاتے ہیں "بھئی! اس طوفان کا مقابلہ کرنا تو خدا کا کام ہے۔ تم ہم کس حساب و کتاب میں ہیں" (صدق جدید ۲۴ اپریل)

سچی بات تو یہ ہے کہ علماء کرام کا یہ جواب سراسر صحیح اور قرآنی تعلیم کے عین مطابق ہے جس کے متعلق کسی قدر تفصیل ہم آگے چل کر بیان کریں گے۔ اس سے پہلے علماء کے مذکورہ جواب پر ذرا صوفی صاحب کی تنقید بھی تو ملاحظہ فرمائیں۔ فرماتے ہیں:-

"میں کہتا ہوں یہ جواب تو عبدالمطلب کے لئے موزوں تھا کہ وہ کہہ دے کہ اُسے تو صرف اپنے اونٹوں کی فکر ہے رہی بیت اللہ کی فکر تو وہ اللہ تعالیٰ خود کرے گا۔ لیکن اس اُمت کے نمائندوں کے لئے یہ جواب ہرگز جائز نہیں کہ جو امت "لتکونوا شہداء علی الناس اور اخرجت للناس" کی مصداق ہے اور اعانتِ دین کے لئے جان و مال سب قربان کرتے ہوئے اپنے خونِ گرم سے اس کی شہادت پیش کرنا اس کا خاصہ اور فضل ہے۔" انتہیٰ کلامہ

اس میں کوئی شک نہیں کہ امتِ مسلمہ کے نمائندوں کے سلسلہ میں بلند خیالات کا اظہار صوفی صاحب نے کیا ہے کوئی وقت تھا کہ فی الواقعہ وہ انہیں صفات سے متصف تھے اور اسی نعمہ اور فضل سے ممتاز تھے مگر سوال تو اس زمانہ کے مسلمانوں کا ہے جن کے متعلق "مسلمانی در کتاب و مسلمان در گور" کا مقولہ زبان زدِ عام ہے۔ حتیٰ کہ علامہ اقبال ان کے متعلق صاف کہہ چکے ہیں کہ ؎

شور ہے ہو گئے دنیا سے مسلماں نابود
ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلم موجود

صوفی صاحب نے اُمت کے جن نمائندوں کا ذکر کیا ہے اُن کی شان تو بہت ہی بلند ہے۔ عصرِ حاضر کے مسلمانوں کے دلوں میں تو اللہ تبارک کے متعلق عبدالمطلب جیسا بھی ایمان و یقین نہیں۔ اور غالباً انہیں لوگوں کی نمائندگی خود صوفی صاحب فرما رہے ہیں۔ حالانکہ اگر انہیں کبھی کلامِ مجید پر تدبر کا موقع ملا ہوتا تو اس میں صاف طور پر یہ امر مسطور پاتے کہ آج سے پورے چودہ سو

سال پہلے اسی کلامِ عزیز نے اس ابدی صداقت کو عرب کے اُن بے دینوں کے سامنے جو فخرِ موجودات سید ولدِ آدم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اطہر پر نزولِ وحی الٰہی پر معترض ہوئے پیش کرتے ہوئے فرمایا:-

أهم يقسمون رحمة
ربك نحن قسمنا
بينهم معيشتهم
في الحيوٰة الدنيا۔

یعنی کیا یہ لوگ تیرے رب کی رحمت کو از خود تقسیم کرنے بیٹھ گئے ہیں حالانکہ نادان نہیں سوچتے کہ بھلا اس دنیا کے سامانِ معیشت کی تقسیم میں ان کا اپنا کچھ عمل دخل ہے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر امورِ روحانیہ میں اُن کی ناقص عقلیں کیونکر راہنمائی کر سکتی ہیں جس کے باعث وہ اس قسم کے خیالات کا اظہار کرتے ہیں!!

حقیقت یہ ہے کہ عبدالمطلب کو باوجود بت پرستی اور شرک کے ماحول میں ہونے کے کعبۃ اللہ کی نسبت حفاظتِ باری تعالیٰ کا ایسا یقین تھا کہ اس خطرناک وقت میں بھی ان کے اس اعتقاد میں سرمو کمی نہیں آئی۔ بہت ممکن ہے کہ سادگی سے نکلا ہوا یہ جواب خدا تعالیٰ کی غیرت کو جلد جوش میں لانے کا موجب ہوا ہو۔ مگر افسوس کہ آج کا مسلمان باوجودیکہ ایک طرف وہ قرآن کریم میں اس دینِ متین کے متعلق صاف صاف وعدہ الٰہی کی تلاوت کرتا ہے کہ

"انا نحن نزلنا الذکر وانا
له لحافظون"

مگر جب عملی حفاظت کا وقت آتا ہے تو حامی دینِ متین کی حکمت کاملہ کو سمجھنے اور اُن کے بتائے ہوئے طریق پر عمل پیرا ہونے کی بجائے خود ساختہ طریقِ کار وضع کرنے لگ جاتا ہے۔ اور جانتے بوجھتے

"یقطعون ما امر الله به
ان یوصل ویفسدون فی
الارض" کا مرتکب ہوتا ہے۔

پس علماء کرام کا جواب بالکل بجا اور درست ہے جس کی تائید میں قرآن و حدیث کے بیشمار شواہد و بینات موجود ہیں۔ کاش کوئی شخص اپنی صحت نیت کے ساتھ تحقیق حق کی غرض سے انکی تحقیق کرے!! درحقیقت وقت کی یہی اہم ضرورت ہے کہ مسلمان اپنے لئے ٹھیک ٹھیک راہِ عمل معلوم کرے جس سے اُسے اور اسکے دین کو تقویت پہنچے اور وہ روز جلد آئے جو اُسکے دائمی غلبہ کا دن ہے جس کی نسبت اُس نے اپنے حبیب سے وعدہ کر

حضرت اماں جان نوّر اللہ مرقدھا

بلند اخلاق - بلند اقبال اور بلند مقام توکّل

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی)

یہ مضمون اس جلسہ میں سنایا گیا جو مجلس خدام الاحمدیہ حلقہ گول بازار ربوہ کے زیر اہتمام مورخہ ۲۰ اپریل کو سیدہ حضرت ام المومنین نور اللہ مرقدھا کے موضوع پر منعقد ہوا۔ (ادارہ)

حضرت اماں جان ام المومنین رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی وفات کو آج پورے سات سال کا عرصہ گذر رہا ہے۔ اس عرصہ میں خاکسار نے کئی دفعہ ان کی سیرت کے متعلق کچھ لکھنے کی کوشش کی۔ مگر ہر دفعہ جذبات سے مغلوب ہو کر اس ارادہ کو ترک کرنا پڑا۔ لیکن آج خدام الاحمدیہ گول بازار ربوہ کے احباب کی تحریک پر ذیل کی چند سطور لکھنے کا ارادہ کر رہا ہوں۔ واللہ الموفق وھو المستعان

حضرت اماں جان نور اللہ مرقدھا کی بلند سیرت اور بلند اقبالی کے متعلق غالباً سب سے زیادہ جامع اور سب سے زیادہ مختصر کلام وہ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان پر خدا تعالےٰ کی طرف سے جاری ہوا۔ یعنی

"اُذکر نعمتی رأیت خدیجتی"

"یعنی اے خدا کے برگزیدہ مسیح تو میری اس نعمت کو یاد کر کہ تو نے میری خدیجہ کو پا لیا ہے"

ان مختصر الفاظ میں حضرت اماں جان رضی اللہ تعالےٰ عنھا کی بلند اخلاقی اور بلند اقبالی کے کئی زبردست پہلو بیان کئے گئے ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اس الہام میں آپ کے وجود کو اللہ تعالےٰ نے میری نعمت "کے شاندار الفاظ سے یاد کیا ہے جس سے مراد یہ ہے کہ آپ کا وجود ایک عام نعمت ہی نہیں۔ بلکہ خدا تعالےٰ کی خاص نعمت ہے۔ جیسا کہ "میری" کے الفاظ میں اشارہ ہے۔ پھر اس کے ساتھ اُذکُر کا لفظ بڑھا کر یہ بتایا گیا ہے۔ کہ یہ ایک ایسی نعمت ہے جو یاد رکھنے کے قابل ہے اور بھلانے والی نہیں۔ اور بالآخر "خدیجہ" کا لفظ فرما کر اس بات کا اظہار فرمایا ہے۔ کہ حضرت اماں جان رضؓ کا وجود اپنی برکات اور افضال کے لحاظ سے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کا مثیل ہے اور خدیجہ کے ساتھ پھر دوبارہ "میری" کا لفظ بڑھا کر اپنی غیر معمولی محبت اور حضرت اماں جان کے غیر معمولی قرب کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور جیسا کہ ہر مسلمان جانتا ہے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی یہ شان ہے کہ وہ نہ صرف اپنی ذاتی خوبیوں میں نہایت بلند مرتبہ رکھتی تھیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بے حد جاں نثار اور وفادار اور خدمت گذار اور رفیق کار اور سمجھدار زوجہ تھیں جنہوں نے ہر تنگی اور ترشی میں آپ کا ساتھ دیا اور ابتدائی گھبراہٹ کی گھڑیوں میں بے نظیر طریق پر آپ کی دلداری اور ہمت افزائی فرمائی۔ بلکہ یہی وہ اکیلی مقدس زوجہ محترمہ تھیں۔ جن سے آپ کی مبارک نسل کا سلسلہ چلا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت ام المومنین کے متعلق بھی اپنے آمین والے اشعار میں نسل سیّدہ کے الفاظ فرما کر اسی قسم کی حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ بلکہ حدیث میں جو الفاظ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے والے مسیح کے متعلق یتزوّج ویولد لہٗ کے فرمائے ہیں (یعنی مسیح شادی کرے گا اور اس کے اولاد ہوگی) ان میں بھی درحقیقت اسی نکتہ کی طرف توجہ دلانا مقصود ہے۔

حضرت اماں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یہ امتیاز بھی حاصل ہے کہ ان کی شادی ۱۸۸۴ء میں ہوئی تھی۔ اور یہی وہ سال ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے دعوے مجددیت کا اعلان فرمایا تھا۔ اور پھر سارے زمانہ ماموریت میں حضرت اماں جان مرحومہ مغفورہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی رفیقۂ حیات رہیں۔ اور حضرت مسیح موعود انہیں انتہاء درجہ محبت اور انتہاء درجہ شفقت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ اور ان کی بے حد دلداری فرماتے تھے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ زبردست احساس تھا کہ یہ شادی خدا کے خاص منشاء کے ماتحت ہوئی ہے۔ اور یہ کہ حضور کی زندگی کے مبارک دور کے ساتھ حضرت اماں جان رضؓ کو مخصوص نسبت ہے۔ چنانچہ بعض اوقات حضرت اماں جان محبت اور ناز کے انداز میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کہا کرتی تھیں۔ کہ میرے آنے کے ساتھ ہی آپ کی زندگی میں برکتوں کا دور شروع ہوا ہے۔ جس پر حضرت مسیح موعود ہنس کر فرماتے تھے۔ کہ ہاں یہ ٹھیک ہے۔"

حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کے اخلاق فاضلہ اور آپ کی نیکی اور تقوےٰ کو مختصر الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں مگر اس جگہ میں صرف اشارہ کے طور پر نمونۃً چار باتوں کے ذکر پر اکتفا کرتا ہوں۔ آپ کی نیکی اور دینداری کا مقدم ترین پہلو نماز اور نوافل میں شغف تھا۔ پانچ فرض نمازوں کا تو کیا کہنا ہے۔ حضرت اماں جان نماز تہجد اور نماز ضحٰی کی بھی بے حد پابند تھیں۔ اور انہیں اس ذوق وشوق سے ادا کرتی تھیں کہ دیکھنے والوں کے دل میں بھی ایک خاص کیفیت پیدا ہونے لگتی تھی۔ بلکہ ان نوافل کے علاوہ بھی جب موقعہ ملتا نماز میں دل کا سکون حاصل کرتی تھیں میں پوری بصیرت کے ساتھ کہہ سکتا ہوں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ پیارا قول کہ جُعِلَتْ قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ (یعنی میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں ہے) حضرت اماں جان کو بھی اپنے آقا سے ورثے میں ملا تھا۔ پھر دعا میں بھی حضرت اماں جان کو بے حد شغف تھا۔ اپنی اولاد اور ساری جماعت کے لئے جسے وہ اولاد کی طرح سمجھتی تھیں بڑے درد و سوز کے ساتھ دعا فرمایا کرتی تھیں اور اسلام اور احمدیت کی ترقی کے لئے ان کے دل میں غیر معمولی تڑپ تھی۔ اپنی ذاتی دعاؤں میں جو کلمہ ان کی زبان پر سب سے زیادہ آتا تھا وہ یہ مسنون دعا تھی کہ:-

یا حیّ ویا قیّوم
برحمتک استغیث

(یعنی اے میرے زندہ خدا
اور میرے زندگی بخشنے والے
آقا میں تیری رحمت کا سہارا
ڈھونڈتی ہوں")

یہ وہی جذبہ ہے جس کے ماتحت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ شعر فرمایا ہے۔ کہ:-

تری رحمت ہے میرے گھر کا شہتیر
مری جاں تیرے فضلوں کی پناہ گیر

صدقہ وخیرات اور غریبوں کی امداد بھی حضرت اماں جان نور اللہ مرقدھا کا نمایاں خُلق تھا۔ اور اس میں وہ خاص لذت پاتی تھیں۔ اور اس کثرت کے ساتھ غریبوں کی امداد کرتی تھیں۔ کہ یہ کثرت بہت کم لوگوں میں دیکھی گئی ہے۔ جو شخص بھی ان کے پاس اپنی مصیبت کا ذکر لے کر آتا تھا۔ حضرت اماں جان اپنی مقدور سے بڑھ کر اس کی امداد فرماتی تھیں۔ اور کئی دفعہ ایسے خفیہ رنگ میں امداد کرتی تھیں۔ کہ کسی اور کو پتہ تک نہیں ملتا تھا۔ اسی ذیل میں ان کا یہ بھی طریق تھا کہ بعض اوقات یتیم بچوں اور بچیوں کو اپنے مکان پر بلا کر کھانا کھلاتی تھیں۔ اور بعض اوقات ان کے گھروں پر بھی کھانا بھجوا دیتی تھیں ایک دفعہ ایک واقف کار شخص سے دریافت فرمایا کہ کیا آپ کو کسی ایسے شخص (احمدی یا غیر احمدی مسلم یا غیر مسلم) کا علم ہے جو قرض کی وجہ سے قید بھگت رہا ہو۔ (اس زمانے میں ایسے ملزمان سول قیدی بھی ہوا کرتے تھے) اور جب اس نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ تو فرمایا کہ تلاش کرنا۔ میں اس کی مدد کرنا چاہتی ہوں۔ تا قرآن مجید کے اس حکم پر عمل کر سکوں۔ کہ معذور قیدیوں کی مدد بھی کار ثواب ہے۔ قرض مانگنے والوں کو فراخدلی کے ساتھ قرض بھی دیتی تھیں مگر یہ دیکھ لیتی تھیں۔ کہ قرض مانگنے والا کوئی ایسا شخص تو نہیں جو عادی طور پر قرض مانگا کرتا ہے۔ اور پھر قرض کی رقم واپس نہیں کیا کرتا۔ ایسے شخص کو قرض دینے سے پرہیز کرتی تھیں۔ تاکہ اس کی یہ بری عادت ترقی نہ کرے۔ مگر ایسے شخص کو بھی حسب گنجائش امداد دے دیا کرتی تھیں۔ ایک دفعہ میرے سامنے ایک عورت نے ان سے قرض مانگا اس وقت اتفاق سے حضرت اماں جان رضؓ کے پاس اس قرض کی گنجائش نہیں تھی۔ مجھ سے فرمانے لگیں۔ "میاں (وہ اپنے بچوں کو اکثر میاں کہہ کر پکارتی تھیں) تمہارے پاس اتنی رقم ہو۔ تو اسے قرض دے دو۔ یہ عورت لین دین میں صاف ہے" چنانچہ میں نے مطلوبہ رقم دے دی۔ اور پھر اس غریب عورت نے عین وقت پر اپنا قرضہ واپس کر دیا۔ جو آجکل کے اکثر نوجوانوں کے لئے قابل تقلید نمونہ ہے۔

مہمان نوازی بھی حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کے اخلاق کا طرۂ امتیاز تھا۔ اپنے عزیزوں اور دوسرے لوگوں کو اکثر کھانے پر بلاتی رہتی تھیں۔ اور اگر گھر میں کوئی خاص چیز پکتی تھی تو ان کے گھروں میں بھی بھجوا دیتی تھیں۔ خاکسار راقم الحروف کو علیحدہ گھر ہونے کے باوجود حضرت اماں جان نے اتنی دفعہ اپنے گھر سے کھانا بھجوایا ہے۔ کہ اس کا شمار ناممکن ہے۔ اگر کوئی عزیز یا کوئی دوسری خاتون کھانے کے وقت حضرت اماں

جان کے گھر میں جاتی تھیں۔ لوحضرت اماں جان کا اصرار ہوتا تھا کہ کھانا کھا کر واپس جاؤ۔ چنانچہ اکثر اوقات زبردستی روک لیتی تھیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مہمان نوازی ان کی روح کی غذا ہے۔ عیدوں کے دن حضرت اماں جانؓ کا دستور تھا کہ اپنے سارے خاندان کو اپنے پاس کھانے کی دعوت دیتی تھیں۔ اور ایسے موقعوں پر کھانا پکوانے اور کھانا کھلانے کی بذاتِ خود نگرانی فرماتی تھیں۔ اور اس بات کا بھی خیال رکھتی تھیں کہ فلاں عزیز کو کیا چیز مرغوب ہے۔ اور اس صورت میں حتی الوسع وہ چیز ضرور پکوانی تھیں۔ جب آخری عمر میں زیادہ کمزور ہوگئیں تو مجھے ایک دن حسرت کے ساتھ فرمایا کہ اب مجھ میں ایسے اہتمام کی طاقت نہیں رہی۔ میرا دل چاہتا ہے کہ کوئی مجھ سے رقم لے لے اور کھانے کا انتظام کر دے۔ وفات سے کچھ عرصہ قبل جبکہ حضرت اماں جانؓ بے حد کمزور ہو چکی تھیں اور کافی بیمار تھیں مجھے ہماری بڑی ممانی صاحبہ نے جو ان دنوں میں حضرت اماں جانؓ کے پاس ان کی عیادت کے لئے ٹھہری ہوئی تھیں۔ فرمایا کہ آج آپ یہاں روزہ کھولیں۔ میں نے خیال کیا کہ شاید یہ اپنی طرف سے حضرت اماں جانؓ کی خوشی اور دل بہلانے کے لئے ایسا کہہ رہی ہیں۔ چنانچہ میں وقت پر وہاں چلا گیا تو دیکھا کہ بڑے اہتمام سے افطاری کا سامان تیار کر کے رکھا گیا ہے۔ اس وقت ممانی صاحبہ نے بتایا کہ میں نے تو اماں جان کی طرف سے ان کے کہنے پہ آپ کو کہا تھا۔

حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا میں بے حد محنت کی عادت تھی۔ اور ہر چھوٹے سے چھوٹا کام اپنے ہاتھ سے کرنے میں راحت پاتی تھیں۔ میں نے انہیں اپنی آنکھوں سے بارہا کھانا پکاتے، چرخا کاتتے۔ نواڑ بنتے بلکہ بھینسوں کے آگے چارہ تک ڈالتے دیکھا ہے بعض اوقات خود بھنگنوں کے سر پر کھڑے ہو کر صفائی کرواتی تھیں۔ اور ان کے پیچھے لوٹے سے پانی ڈالتی جاتی تھیں۔ مریضوں کی عیادت کا یہ عالم تھا کہ جب کسی احمدی عورت کے متعلق یہ سنتیں کہ وہ بیمار ہے تو بلا امتیاز غریب و امیر خود اس کے مکان پر جا کر عیادت فرماتی تھیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق تسلی دیا کرتی تھیں۔ کہ گھبراؤ نہیں خدا کے فضل سے اچھی ہو جاؤ گی۔ ان اخلاق فاضلہ کا یہ نتیجہ تھا کہ احمدی عورتیں اماں جان پر جان چھڑکتی تھیں۔ اور ان کے ساتھ اپنی حقیقی ماؤں سے بھی بڑھ

کر محبت کرتی تھیں۔ اور جب کوئی فکر کی بات پیش آتی تھی یا کسی امر میں مشورہ لینا ہوتا تھا۔ تو حضرت اماں جانؓ کے پاس دوڑی آتی تھیں۔ اس میں ذرہ بھر بھی شبہ نہیں کہ حضرت اماں جانؓ کا مبارک وجود احمدی مستورات کے لئے ایک بھاری ستون تھا بلکہ حق یہ ہے کہ ان کا وجود محبت اور شفقت کا ایک بلند اور مضبوط مینار تھا جس کے سایہ میں احمدی خواتین بے حد راحت اور برکت اور ہمت پاتی تھیں۔

مگر غالباً حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کے تقویٰ اور توکل اور دینداری اور اخلاق کی بلندی کا سب سے زیادہ شاندار مظاہرہ ذیل کے دو واقعات میں نظر آتا ہے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے اقرباء پر اتمام حجت کی غرض سے خدا سے علم پا کر محمدی بیگم والی پیشگوئی فرمائی تو اس وقت حضرت مسیح موعودؑ نے ایک دن دیکھا کہ حضرت ام المومنینؓ علیحدگی میں نماز پڑھ کر بڑی گریہ وزاری اور سوز و گداز سے یہ دعا فرما رہی ہیں کہ خدایا اس پیشگوئی کو اپنے فضل اور اپنی قدرت نمائی سے پورا فرما۔ جب وہ دعا سے فارغ ہوئیں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان سے دریافت فرمایا کہ تم یہ دعا کر رہی تھی اور تم جانتی ہو کہ اس کے نتیجہ میں تم پر سوکن آتی ہے؟ حضرت اماں جانؓ نے بے ساختہ فرمایا:۔

”خواہ کچھ ہو۔ مجھے اپنی تکلیف کی پرواہ نہیں۔ میری خوشی اسی میں ہے کہ خدا کے منہ کی بات اور آپ کی پیشگوئی پوری ہو۔“

دوست سوچیں اور غور کریں کہ یہ کس شان کا ایمان اور کس بلند اخلاق کا مظاہرہ اور کس تقویٰ کا مقام ہے کہ اپنی ذاتی راحت اور ذاتی خوشی کو کلیتہً قربان کر کے محض خدا کی رضا کو تلاش کیا جا رہا ہے۔!!

پھر جب حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات ہوئی (اور یہ میری آنکھوں کے سامنے کا واقعہ ہے) اور آپ کے آخری سانس تھے تو حضرت اماں جانؓ نور اللہ مرقدھا و رفعہا فی اعلیٰ علیین آپؑ کی چارپائی کے قریب فرش پر آ کر بیٹھ گئیں۔ اور خدا سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ:۔

”خدایا یہ تو اب ہمیں چھوڑ رہے ہیں مگر تو ہمیں کبھی نہیں چھوڑے گا۔“

اللہ اللہ! خاوند کی وفات پر اور خاوند بھی ایسا جو گویا ظاہری لحاظ سے ان کی ساری قسمت کا بانی اور ان کی تمام راحت کا مرکز تھا توکل اور

ایمان اور صبر کا یہ مقام دنیا کی بے مثال چیزوں میں سے ایک نہایت درخشاں نمونہ ہے۔ یہ اسی قسم کے توکل اور اسی قسم کے ایمان کا نمونہ ہے جیسا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ نفسی) کی وفات پر فرمایا کہ:۔

الا من کان یعبد محمداً
فان محمداً قد مات
ومن کان یعبد اللہ
فان اللہ حیٌّ لا یموت۔

”یعنی اے مسلمانو سنو کہ جو شخص محمد رسول اللہ کی پرستش کرتا تھا وہ جان لے کہ محمد صلعم فوت ہو گئے ہیں مگر جو شخص خدا کا پرستار ہے وہ یقین رکھے کہ خدا زندہ ہے اور اس پر کبھی موت نہیں آئے گی۔“

بس اس سے زیادہ میں اس وقت کچھ نہیں کہتا بلکہ کچھ نہیں کہہ سکتا۔ و آخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین واللّٰھم صلِّ علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد وعلیٰ عبدک المسیح الموعود وعلیٰ آل عبدک المسیح الموعود وبارک وسلم۔

خاکسار
مرزا بشیر احمد
ربوہ
۲۰ر اپریل ۱۹۵۹ء

ذکر و فکر

اسلام روس میں اب بھی ایک مضبوط طاقت ہے

مندرجہ بالا عنوان سے ایک اہم خبر روزنامہ پاکستان ٹائمز مجریہ ۲۰ اپریل ۵۹ء میں شائع ہوئی جس کا ترجمہ ذیل میں دیا جاتا ہے۔ خبر کے آخر میں مغربی جرمنی میں اسلام کے آہستہ آہستہ پھیلنے اور بعض بڑے شہروں میں اسلام کے جن بہترین مبلغین کے کام کرنے کا ذکر ہے وہ بفضلہ تعالیٰ احمدیہ جماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ اسی طرح جرمنی زبان میں قرآن کریم کے جس ترجمہ کا ذکر ہے وہ بھی جماعت احمدیہ ہی کی طرف سے شائع کیا گیا ہے۔ اس لحاظ سے جماعت احمدیہ کو دیگر اسلامی جماعتوں کے مقابل پر ایک امتیازی حیثیت حاصل ہے جو محکم بنیادوں پر اسلام کی خدمت کا ایک زندہ جاوید کارنامہ ہے۔

(ادارہ)

بیلفیلڈ (جرمنی) ۱۸ر اپریل۔ کل یہاں جرمن مشنری پروفیسر ڈاکٹر جی وائس ڈم نے بتایا کہ اسلام سوویٹ روس میں اب بھی ایک مضبوط طاقت ہے۔ ڈاکٹر وائس ڈم نے جو فیڈریشن آف جرمن ایونجیلیکل مشن سوسائٹیز کی ورکنگ کانگریس میں تقریر کر رہے تھے سامعین کو بتایا کہ متعدد رپورٹوں سے جو مختلف وسائل سے موصول ہوئی ہیں۔ یہ ظاہر ہے کہ کمیونزم کو سوویٹ یونین اور ریاستہائے بلقان کے مشرقی بلاک کو اسلام کے مٹانے میں کامیابی نہیں ہوئی۔ ڈاکٹر وائس نے مزید بتایا کہ ان کے اندازہ میں اس وقت بھی دو کروڑ مسلمان ریاستہائے متحدہ روس میں رہتے ہیں۔

ڈاکٹر وائس ڈم نے کانفرنس کو ... جو اسلام کی دنیا میں ترقی کے عنوان پر خاص طور پر غور کرنے والی تھی بتایا کہ اسلام کے لئے یورپ میں زرخیز زمین فرانس ہے جہاں تین لاکھ اسی ہزار مسلمان ہیں۔ جو دوسرے ممالک سے آ کر مستقل طور پر آباد ہو چکے ہیں۔

رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ مشن سوسائٹیز نے بھی مسلمانوں میں اس معاملہ میں کوئی کامیابی حاصل نہیں کی اور اب تک صرف اپنے خیراتی کاموں سے تسلیم کرانے میں کامیاب ہوئی ہیں۔

مغرب میں اسلام کے مبلغین کی ایک اور جماعت ہے۔ جن کی تعداد ستر ہزار ہے یہ مشرقی ممالک اور افریقہ کے مسلم طلباء ہیں جو فرانس، برطانیہ اور مغربی جرمنی کی یونیورسٹیوں اور کالجوں میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

مغربی جرمنی میں اسلام آہستہ آہستہ لیکن برابر پھیل رہا ہے۔ یہاں اسلام کے بہترین مبلغ پاکستانی ہیں جن کے مذہبی مرکز بڑے شہروں ہمبرگ، برلن، میونخ، نیورمبرگ اور صنعتی حصہ Ruhr میں ہیں۔

ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ مغربی جرمنی والوں کے لئے سب سے بڑی جاذبیت والی چیز قرآن مجید کا جرمنی ترجمہ ہے جو ۱۹۵۴ء میں چھپا۔

(پی۔ پی۔ اے بحوالہ پاکستان ٹائمز ۲۰ اپریل ۵۹ء)

درخواست دعا۔ میری ہمشیرہ صاحبہ سخت بیمار ہیں اور گورنمنٹ ہسپتال پیری وارڈ لیہ (؟) میں علاج کے لئے داخل ہیں۔ حالت بہت نازک بیان کی جاتی ہے! احباب جماعت سے انکی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے درد مندانہ دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار عبد المعبود رکشکی قادیان

انگلستان میں تبلیغ اسلام

مشن ہاؤس میں اہم مجالس کا انعقاد۔ سفیر انڈونیشیا کی تشریف آوری اور تقریر۔ چار افراد کا قبول اسلام

ششماہی رپورٹ احمدیہ مشن لنڈن از جولائی تا دسمبر ۱۹۵۸ء

(از مکرم محمد عبد الوہاب صاحب)

اہم علمی مجالس کا انعقاد

عرصہ زیر رپورٹ میں احمدیہ مشن ہاؤس لنڈن نے بارہ اہم علمی مجالس منعقد کرنے کا انتظام کیا جن میں مختلف علمی اور مذہبی سوسائٹیوں کے نمائندگان نے اپنے اپنے نظریات پیش کئے جن کے بعد ہم نے اسلامی عقائد و اصول کی برتری پر روشنی ڈالی۔ اور اسلام کے متعلق غلط فہمیوں کو دور کیا۔ معزز مہمان اسلام کی برتری اور سادہ تعلیم سے بہت متاثر ہوئے۔

۱۔ ڈاکٹر محمد نسیم صاحب نے "قائد اعظم اور پاکستان" کے موضوع پر تقریر کی اور ہندو پاکستان کے مسلمانوں کی قومی جدوجہد کی تفصیل بیان کی۔

مسٹر لیزلی سمتھ جو تھیوسوفی کے پیرو ہیں انہوں نے "دنیا کی ضرورت حاضرہ" پر تقریر کرتے ہوئے تھیوسوفی نقطۂ نگاہ سے اللہ تعالیٰ کا تصور بیان کیا۔ اور کہا کہ اس تصور کے متعلق لوگ جو چاہیں خیال رکھیں اس کو کوئی اہمیت نہیں صرف تھیوسوفی کی سوسائٹی کے ساتھ متحد ہو جائیں۔

اس پر ہم نے اللہ تعالیٰ کا صحیح اسلامی تصور اور عملی زندہ تعلق باللہ کے زندہ نشانات بیان کئے جس نے انسانی فطرت کو یقین کی شاہراہ پر گامزن کر دیا۔ آخر میں مسٹر ناصر سکروز (نو مسلم) نے اپنے صدارتی خطاب میں "اسلامی تعلیم کا اثر" کے موضوع پر اپنے تاثرات کو پیش کیا۔

۲۔ مسٹر سپا مکسر پریذیڈنٹ سیج موفا ڈنس ایبوسی ایشن نے اپنے لیکچر میں اپنی نئی عیسائی موومنٹ کو پیش کرتے ہوئے بتایا کہ نہ ہم تثلیث کے قائل ہیں اور نہ ہی مسیح کی بعثت ثانی کے قائل ہیں بلکہ بعثت ثانی کے معنے یہ سمجھتے ہیں کہ خدائی حکومت دنیا میں قائم ہو جائے گی۔ اور بدی اور قتل و غارت کو یکسر دنیا سے نابود کر دیا جائے گا۔ اور یہ حالات پیدا ہوتے جا رہے ہیں۔

ہماری طرف سے ان پیشگوئیوں کی صحیح تعبیر بیان کرتے ہوئے بتایا گیا کہ مسیح اول کا مثیل اس کے روحانی صفات میں آ گیا ہے اور لوگ اس کے مسیحائی نفس سے فیض پا کر نیک کاموں سے محبت کرنے لگ گئے ہیں۔ اور بدی کو نفرت اور بیزاری سے چھوڑ رہے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کی پاکیزہ بادشاہت دنیا میں اسی پاک سوسائٹی کے ذریعہ پھیلتی جا رہی ہے۔

۳۔ ایک اجلاس میں مسلم ایسوسی ایشن اور میڈیٹیشن کرسچین سوسائٹی کے ممبران مدعو تھے۔ مکرم امام صاحب مسجد لنڈن نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عبد اللہ آتھم، ڈاکٹر ڈوئی اور لیکھرام کے متعلق پیشگوئیوں کو پڑھ کر سنایا اور وضاحت سے بتایا کہ کس طرح یہ نشانات اپنے وقت پر حرف بحرف پورے ہوئے۔ مکرم عبد العزیز صاحب ڈین نے قرآن مجید کی عظیم الشان پیشگوئیاں بیان کیں۔

۴۔ ۲۲ راگست کو مسٹر محمد مسعود صاحب CSP کی صدارت میں ڈاکٹر محمد نسیم صاحب نے "ہندوستان میں مسلمانوں کی اصلاح اور علیگڑھ موومنٹ" کے موضوع پر تقریر کی۔ آپ نے سر سید احمد خاں صاحب کی خدمات کو بیان کر کے موجودہ قومی ترقی کے سلسلے میں مسلمانوں کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔

۵۔ ۲۴ ستمبر کو ایک علمی جلسہ کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں "دنیا کے بزرگتر عیسائی روحانی لیگ" کے وائس پریذیڈنٹ مسٹر جے سائمن نے "مردوں کی بڑی دنیا" کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے فوت شدہ لوگوں کی ارواح سے تعلق پیدا کرنے کے متعلق اپنے خیالات اور نظریات کو پیش کیا۔ حاضرین نے آپ کی تقریر کی بابت سے سوالات کئے۔ جس کے بعد مکرم میر عبد السلام نے صدارتی تقریر فرمائی۔ اور بتایا کہ موہوم اور نظری امور سے عملاً کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ انسان نیکیوں کی پیروی کر کے ان کا ہم رنگ بن کر اللہ تعالیٰ کے قانون کے مطابق مکاشفات کے ذریعہ علمی اور عملی فرائض حاصل کر سکتا ہے اور کرتا ہے۔

۶۔ ۲۸ ستمبر کو ملک خلیل الرحمن صاحب نے نظریہ ارتقاء کے متعلق اسلامی نظریہ کو قرآنی حوالوں سے پیش کیا۔ جناب امام صاحب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح حیات پر تقریر کی معترضین کے جوابات دیئے۔

۷۔ ۱۲ راکتوبر کو Mr. David Justaes ممبر لندن کونسل نے The Purity of Esteem کے موضوع پر خطاب کیا۔ آپ Russian Orthodox Church سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور محض اپنی ذاتی قابلیت کی وجہ سے لنڈن کاؤنٹی کونسل کے ممبر منتخب ہوئے ہیں۔ آپ نے اپنی تقریر میں اسلامی تعلیم کی تعریف کی۔

بعد ازاں مقرر کی فرمائش پر مکرم امام صاحب مسجد لنڈن نے اسلام اور سوشلزم کے موضوع پر تقریر کی اور بتایا کہ اسلام میں ہر فرد کی قدر و قیمت اس کی نیکی اور خدمت خلق پر مبنی ہے۔ اور آج دنیا میں گورے کالے کا امتیاز اور سوال صرف اسلام کی پیروی سے مٹ سکتا ہے۔

۸۔ ۲۶ راکتوبر کی میٹنگ میں مسٹر جان مورل نے "مسیح صلیب پر مر گئے" کے موضوع پر تقریر کی جس کے بعد امام صاحب نے اس مسئلہ پر احمدیت کی تحقیقات کو پیش کیا کہ حضرت مسیح صلیب سے زندہ بے ہوشی کی حالت میں اتار لئے گئے۔ پھر علاج معالجہ کے بعد مخفی طور پر وہاں سے کشمیر ہجرت کر گئے وہاں ان کی قبر موجود ہے آپ نے اس کی تائید میں اناجیل اور عیسائی کتب کے حوالے دیئے۔ اور موجودہ عیسائی نویسندگان کی تحریرات پڑھ کر سنائیں۔

۹۔ ریورنڈ جان ڈی ایز صاحب یہودی عالم نے "وسیع خیال یہودیت" کے موضوع پر تقریر کی۔ اور کہا کہ انجیل اچھی کتاب ہے۔ لیکن اس میں بعض عجیب قصے ہیں جن کی وجہ سے خدائی کلام ثابت نہیں ہوتا۔

بعد ازاں امام صاحب نے اپنی تحقیقات پیش کی کہ تورات اور انجیل مخصوص قوم کے لئے اور معین وقت کے لئے تھیں۔ اس کے بعد ضروری نہیں تھا کہ ان کی حفاظت کا انتظام قائم رکھا جاتا۔ چنانچہ تورات و انجیل دونوں میں تحریف واقع ہو گئی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے کامل تعلیم سب قوموں کے لئے اور ہر زمانہ کے لئے قرآن مجید کی صورت میں نازل فرما دی۔ جس میں کسی طرح سے تحریف راہ نہیں پا سکتی۔ اور اللہ تعالیٰ نے ہر طرح کی حفاظت کا ہمیشہ کے لئے انتظام فرما دیا ہے۔ اور یہ انسان کی ہر ضرورت کے لئے مکمل ہدایت ہے۔

۱۰۔ ڈاکٹر ایم۔ یو جینگ ایل ایل ڈی ہاروے نے تصوف کے موضوع پر لیکچر دیا۔ جس کی صدارت ملک عطاء الرحمن صاحب نے فرمائی۔

۱۱۔ مس ڈی ایچ حارس آنریبل سیکرٹری تھیوسافیکل سوسائٹی نے روح کے متعلق اظہار خیال کیا اور تناسخ کے متعلق بھی اپنا رجحان ظاہر کیا کہ انسانی روح کیوں دوبارہ دنیا میں ترقی کے لئے لوٹتی ہے۔

ان کی تقریر کے بعد جناب مولود احمد خانصاحب نے روح کی پیدائش اور اس کی حقیقت پر اسلامی نقطۂ نگاہ سے مفصل تقریر کی۔ اور عقلی اور نقلی دلائل سے تناسخ کے خیالات کا رد کیا۔

۱۲۔ ہز ایکسی لینسی ڈاکٹر بسنا ریو سفیر انڈونیشیا نے The Role of Islam in the cause of World Peace کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ آپ نے وضاحت سے بیان کیا کہ اسلام نے دنیا کے مخصوص قومی نظریات کو بدل کر ایک عالمی قانون کی بنیاد رکھی ہے۔ اور اسلامی سیاست کو بیان فرماتے ہوئے اس بات پر زور دیا کہ اسلام نے عالمی برادری اور مذہبی رواداری اور عالمی تعلقات و اتحاد کو اپنایا ہے۔ اس اجلاس کی صدارت فرماتے ہوئے مکرم پروفیسر ڈاکٹر عبد السلام صاحب آف رائل کالج آف سائنس نے اسلامی نقطۂ نگاہ سے بین الاقوامی ادارہ کی تشریح کی۔

دعوتیں اور مہمان نوازی

تبلیغی و تربیتی ضروریات کے پیش نظر یہ سلسلہ بالعموم جاری رہتا ہے اس جگہ عرصہ زیر رپورٹ میں سے پانچ اہم دعوتوں کا مختصراً ذکر کیا جاتا ہے۔

۱۔ مسٹر آرمسٹرونگ صاحب جو احمدی ہیں۔ لیکن ان کی اہلیہ صاحبہ ابھی احمدی نہیں ہوئیں۔ امام صاحب کی دعوت پر وہ مشن ہاؤس میں دو دن مہمان ٹھہرے مشن کے حسن سلوک اور تبلیغ سے دونوں مہمانوں پر بہت اچھا اثر ہوا۔ جو سوالات ان کو در پیش تھے ان پر مفصل تبادلہ خیالات ہوا۔ اور تسلی بخش حل پا کر بہت ممنون ہوئے۔ واپس جا کر مسٹر آرمسٹرونگ نے لکھا کہ اب میری بیوی نے بجائے مخالفت کے اسلامی تعلیمات میں دلچسپی لینا شروع کر دی ہے۔

سفیر انڈونیشیا کی آمد اور تقریر

۲۔ ۲۳ر اگست کو احمدیہ مشن ہاؤس لندن میں سفیر انڈونیشیا ڈاکٹر سنادیو اوران کے دوستوں کو پُرتکلف دعوت دی گئی۔ جس میں جماعت کے سب دوستوں نے شمولیت کی اور حسن انتظام اور خلوص کا بہترین نمونہ پیش کیا جس سے مہمانوں پر بہت اچھا اثر ہوا۔ دعوت سے قبل احباب جماعت کو ہز ایکسی لینسی اور ان کے دوستوں سے "دورِ حاضر میں اسلام پر مشکلات" وغیرہ عنوانات پر بات چیت کرنے کا موقعہ ملا۔

ہز ایکسی لینسی نے لندن مشن اور مسجد فضل لندن کی تعمیر پر جماعت کو بہت مبارکباد دی۔ مکرم مولود احمد خاں صاحب نے جماعت احمدیہ لندن کی طرف سے ہز ایکسی لینسی کو خوش آمدید کہا اور اپنی تقریر میں جماعت کی مختصر تاریخ اور مقصد احمدیت کو بیان کیا۔

ہز ایکسی لینسی نے جواباً جماعت احمدیہ لندن کا شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا۔

"ہم مسلمان ہیں اور دو ایسی قوموں سے تعلق رکھتے ہیں جن کی بہت سی باتیں آپس میں ملتی ہیں ہماری تاریخ، ماضی و مستقبل بھی ایک دوسرے کے بہت قریب ہے اور ہمارے مقاصد کے پورا ہونے کا ایک دوسرے پر بہت انحصار ہے۔ مجھے اس بات کی بہت خوشی ہے کہ آپ لوگوں نے مجھے دعوت دی اور مجھے یہاں آنے کا موقع ملا اس طرح آپ سب سے بہت سی اہم باتوں پر گفتگو کا بھی موقع ملا جو ہمارے اور آپ کے مستقبل کے لئے بہت ضروری ہیں۔

آپ نے فرمایا جماعت احمدیہ سے میرا تعارف ۱۹۲۹ء یا ۱۹۳۰ء میں ہوا۔ جماعت کے دوستوں سے تو اتنا نہیں جتنا کہ جماعت احمدیہ کی انگریزی تصنیفات سے۔ اور میں نے جماعت احمدیہ کے قیام اور اس کے مقاصد کو بڑی دلچسپی سے پڑھا۔ اس وقت میں انڈونیشیا میں وکالت کرتا تھا اور مجھے مختلف مذاہب کو پڑھنے اور انہیں قریب سے دیکھنے کا بہت شوق تھا۔ اس طرح مجھے آپ کے خیالات، مقاصد اور احمدیت کی تعلیم پڑھنے کا موقع ملا۔ اور آپ لوگوں کو جو اسلامی تاریخ کی تحقیقات پر مکمل عبور ہے میں بہت متاثر ہوں۔ احمدیوں میں سمجھتا ہوں کہ آپ اسلامی تعلیمات کو بیان کرنے میں بہت آگے ہیں۔ میرے خیال میں آپ کی اسلامی سعی و کوشش ایک مکمل پیغام کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس نے مجھے وسعت خیالی اور اسلامی رواداری سے روشناس کرایا جو تاریخ اسلام کی بنیاد ہیں۔ الغرض مجھے جماعت احمدیہ سے ابتدائی ایام سے بہت اخلاص ہے۔

مجھے انڈونیشیا میں ایک احمدی دوست سے بھی ملاقات کا موقعہ ملا شاید وہ وہاں کے امیر جماعت ہیں۔ مگر سب سے بڑی بات یہ تھی کہ انہوں نے قرآن مجید کا ترجمہ ڈچ زبان میں کیا تھا۔ اور اور بھی بہت سی کتب ڈچ زبان میں اسلام پر لکھی تھیں۔

حقیقتاً میرے لئے وہ ایک لمحہ فکریہ تھا جبکہ آپ کے امام صاحب نے مجھے قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ پیش کیا۔ میں اس تحفہ کو ہمیشہ لندن کی بہترین یادگار کے طور پر رکھوں گا۔ اور میں اس کیلئے آپ کا بے حد ممنون ہوں۔ علاوہ ان تعلقات اور خیالات کے لئے بھی ممنون ہوں، جن کا اظہار آپ نے کیا کیونکہ میں یہاں پر اپنے ملک کا نمائندہ ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ آپ گو میرے مسلمان بھائی ہیں۔ مگر آپ بھی ایک لحاظ سے اپنی قوموں اور مذاہب کے سفیر ہیں اس لئے میں آپ سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور امید رکھتا ہوں کہ ہم آئندہ بھی دوست رہیں گے۔ جہاں بھی رہیں اور جہاں بھی ملیں۔ اور میں آپ سب کو انڈونیشیا آنے کی دعوت دیتا ہوں جہاں آپ اور بھی بہت سے اسلامی بھائیوں سے ملیں گے۔

۳۔ ماہ جولائی میں والٹس، پریذیڈنٹ ہیلمم اینڈ لوٹشنگ کالج آف کامرس کو احمدیہ مشن ہاؤس میں چائے کی دعوت دی گئی۔ جس میں مبلغین اسلام مکرم شکر الہٰی صاحب مکرم عبد القادر صاحب ضیغم اور مکرم صاحبزادہ مرزا مجید احمد صاحب بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ اسلام و احمدیت پر مفصل گفتگو ہوئی۔ اس کے بعد پرنسپل صاحب کی دعوت پر امام صاحب نے اسلام کے متعلق جرنلسٹ سٹوڈنٹس کورسیس کانفرنس میں خطاب کیا۔

۴۔ ۱۲ر نومبر کو ہز ایکسی لینسی تنکو یعقوب صاحب ہائی کمشنر ملایا کے اعزاز میں مشن ہاؤس میں دعوتِ طعام دی گئی۔ افسوس ہے کہ آپ خود بوجہ مجبوری تشریف نہ لا سکے۔ اور اپنے قائمقام کے طور پر اپنے صاحبزادہ کو اپنا معذرتی کا خط دے کر بھیجا۔ مدعوین میں جناب ڈپٹی ہائی کمشنر پاکستان ملٹری ایڈوائزر بریگیڈیر سب لطان صاحب جنول اینچی جناب کی نذر احمد اونزکی اور لیبیا کے ڈپٹی ایمبیسڈر رزنتالی تھے۔ مسجد کو دیکھ کر سب مہمان بہت خوش اور متاثر ہوئے۔ امام صاحب نے اپنے ایڈریس میں جماعت کے مقاصد اور تبلیغی سرگرمیوں کا ذکر کیا۔ جس کا جواب مکرم تنکو جعفر صاحب نے شکریہ کے ساتھ دیا۔

روٹری کلبز میں تقاریر

مکرم امام صاحب مسجد لندن کی روٹری کلبوں میں تقاریر کا اثر علمی اور اعلیٰ طبقہ کے لوگوں میں خوب ہو رہا ہے۔ جن کے ذریعہ اسلام کی خوبیاں دلوں میں گھر کر رہی ہیں۔ چنانچہ Epsom & Ewell News and Advertiser لکھتا ہے:" ایپسم روٹیرین نے آج ایک غیر معمولی تقریر امام صاحب لنڈن مسجد کی زبانی سُنی مسٹر مولود و ونسڑ ورتھ روٹری کلب کے ممبر ہیں۔ انہوں نے بتایا مغرب میں علوم کا چرچا ہونے کے باوجود یہاں کے لوگ مذاہب کے متعلق اتنا نہیں جانتے جتنا مشرقی اقوام جانتی ہیں۔ اسلام اور مسلمانوں کے متعلق عیسائیوں کو بہت کم علم ہے حالانکہ مسلمان خصوصاً احمدیہ جماعت کے افراد عیسائیت کو اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اسلام اور عیسائیت میں اختلافات کچھ ایسے انداز سے بیان کئے کہ حاضرین متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ انہوں نے اسلام کی مذہبی رواداری پر بہت زور دیا۔ مسٹر ڈیمس نے اپنے صدارتی خطبہ میں کہا کہ مجھے اپنے بیرونی سفروں میں بہت سی مساجد کو دیکھنے کا موقعہ ملا ہے اور میں نے جتنی حاضری مساجد میں دیکھی ہے اتنی کبھی بھی کسی گرجا میں نہیں دیکھی۔

مسٹر Virgo ایم۔ اے پریذیڈنٹ روٹری کلب آف سیٹن لکھتے ہیں کہ مولود احمد خان صاحب کی تقریر سے ہمیں اسلام کو سمجھنے کا اچھا موقعہ ملا ہے۔ اور امید ہے کہ آئندہ بھی مزید سُننے کا موقعہ ملے گا۔

مسٹر جینکینس سکرٹری روٹری کلب وال ورچ بھی امام صاحب کی تقریر کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔" ان کی تقریر سے اسلامی تعلیم کو سمجھنے میں بہت ہی مدد ملی۔"

انٹرنیشنل کمیٹی آف وانڈز ورتھ روٹری کلب نے ہمیں نائیجیرین چیفس کو دعوت دی۔ اس موقعہ پر امام صاحب مسجد لندن بھی مدعو تھے۔ انہوں نے حاضرین کو احمدیت سے روشناس کرایا۔ اور اسلامی تعلیمات کے متعلق کتب بھی تقسیم کیں۔ چیفس نے شکریہ ادا کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کی مغرب میں تبلیغی سرگرمیوں کی بہت تعریف کی۔

Caterham میں روٹری کلب میں مولود صاحب نے تقریر کی جس پر ایک Scotch روٹیرین نے تعریف کرتے ہوئے کہا کہ عجیب بات ہے کہ ہم بھی مذہبی رواداری کا چرچا کرتے ہیں مگر جہاں مسلمان حضرت مسیح ناصری کو خدا کا سچا نبی مانتے ہیں۔ اور ہر نبیوں اور ہر قوم میں خدا کے مامورین کے قائل ہیں وہاں عیسائیت کی تعلیم کے مطابق ہم حضرت محمد (صلعم) کو خدا کا سچا نبی نہیں مانتے۔

یورپ میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ

ہالینڈ کے ایک روزنامہ میں اسلام کے متعلق مضمون

مکرم حافظ قدرت اللہ صاحب انچارج ہالینڈ مشن مطلع فرماتے ہیں کہ:۔

ہیگ کے ایک روزنامہ Nieuwe Haagsche Courant نے اپنی ۲۱ر فروری کی اشاعت میں ایک مفصل مضمون زیرِ عنوان "مشرقی مذاہب کا احیاء" شائع کیا ہے جس میں اس خیال کا ازالہ کیا گیا ہے کہ مشرقی مذاہب مردہ ہو گئے ہیں۔ مضمون نگار نے اسلام کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ مشرقی مذاہب اب از سرِ نو زندہ ہو رہے ہیں اور ان کالے لوگوں کے متعلق یہ خیال کرنا کہ وہ عیسائی مذاہب قبول کر لیں گے محض خوش فہمی ہے۔

مضمون کے آخر میں مضمون نگار نے ایک فوٹو تاج محل کی اور دوسری ہماری مسجد ہیگ میں افتتاح کے موقع پر نماز با جماعت کی دی ہے۔ جس کے ساتھ مندرجہ ذیل تشریحی نوٹ ہے:۔

" یہ فوٹو نماز با جماعت کی کراچی قاہرہ یا بغداد میں کسی نماز کی تقریب کی نہیں بلکہ ہمارے ملک میں ہیگ کی مسجد کی ہے جب کہ اس کا افتتاح ہوا تھا۔"

" یورپ میں مسلمان دو دفعہ آئے ایک ۱۳۲ء میں جب کہ کارل مارٹل نے ان کا مقابلہ کیا۔ پھر دوسری دفعہ ۱۵۲۹ء میں جبکہ وہ ویانا کے دروازہ تک پہنچ گئے۔ اس وقت بھی انہیں طاقت کے ساتھ پیچھے دھکیل دیا گیا۔ لیکن اس زمانہ میں وہ دوسرے رستے سے داخل ہوئے ہیں اور انہیں کسی لشکر اور فوج سے مقابلہ نہیں کرنا پڑا۔ یہاں ان کا مقابلہ اس دفعہ اہل یورپ کے قلوب سے ہے جو عیسائیت کی روح سے خالی ہیں۔ اور زندگی کی کوئی خاص جھلک ان میں نظر نہیں آتی۔"

(وکالت تبشیر ربوہ)

مصلح موعود کے متعلق الہام مظہر الحق والعلاء کے اعادہ نزول کی غرض

لاہوری اہل الرائے حضرات کی بعض غلط فہمیوں کا ازالہ

(از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی)

ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ الہام مظہر الحق والعلاء کان اللّٰہ نزل من السماء مصلح موعود کے لئے ہے جو ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء والی پیشگوئی میں مندرج ہے۔ اگر مصلح موعود اس کے بعد ۱۸۸۹ء میں پیدا ہو چکا تھا۔ تو پھر یہی الہام بعد میں آپ کے موجودہ تینوں لڑکوں کی موجودگی میں آخری عمر میں کیوں ہوا۔ آپ کو آخری عمر میں ان الفاظ میں اس الہام کا دوبارہ ہونا بتاتا ہے کہ ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء والا موعود خاص اس وقت تک پیدا نہ ہوا تھا۔ صاف ظاہر ہے کہ اس نے آئندہ کسی زمانہ میں پیدا ہونا تھا۔ لہٰذا آپ کے موجودہ لڑکوں میں سے کوئی بھی مصلح موعود نہیں ہو سکتا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ وہ موعود خاص تو اپنی نو سالہ اوّل و ضروری الہامی میعاد کے اندر ۱۸۸۹ء میں پیدا ہو چکا تھا۔ اور اس کے متعلق آپ کو کئی دفعہ اطلاع بھی دے دی گئی تھی۔ اور بدلائل یہ بھی ثابت ٹھہر دیا گیا تھا۔ کہ محمود ہی اس پیشگوئی کا مصداق ہے۔ کیونکہ وہی مصلح موعود والی شرائط کے مطابق پیدا ہوا ہے۔

علاوہ آپ کے اجتہاد و انبات کے آپ کو کامل انکشاف بھی ہو چکا تھا اور الہامی بشارت نے اس کی تصدیق بھی کر دی تھی۔ اس لئے یہ ناممکن تھا کہ مصلح موعود کی پیدائش کے متعلق خبر دینے کے لئے آپ کو کبھی اس کے بعد بھی بتلایا جاتا۔ پس یہ سراسر مغالطہ ہے کہ آپ کو بعد میں بھی آخری عمر میں یہ الہام اس غرض سے ہوا تھا کہ وہ مصلح موعود کی آئندہ پیدائش کی خبر ہے۔

ہاں یہ ممکن تھا کہ چونکہ مصلح موعود کا ظہور اس وقت تک نہ ہوا تھا بلکہ وہ آئندہ ہونے والا تھا۔ اسلئے آپ کو اس کے ہونے والے ظہور کے بارہ میں دوبارہ کوئی بشارت اور اطلاع ملتی اور اس سے متعلق الہام کا کوئی حصہ دوبارہ نازل ہو جاتا۔ مگر ایسی اطلاع کا ملنا بالکل اور چیز ہے۔ اس سے اسکی آئندہ پیدائش کا استدلال قیاس مع الفارق ہے۔ ظہور کے متعلق مزید اطلاع بیشک پیدائش کے ہو چکنے کے بعد بھی مل سکتی تھی۔ اس لئے اس سے کسی آئندہ زمانہ میں اس کی پیدائش کی خبر کا استدلال درست نہیں۔

یاد رہے کہ یہ ضروری نہیں کہ کسی الہام کے دوبارہ نازل ہونے کی وہی غرض ہو جو پہلی دفعہ نزول کے وقت تھی بلکہ اس کے دوبارہ نزول کی کوئی اور بھی غرض ہو سکتی ہے۔ کیونکہ کسی الہام کے دوبارہ نزول کی اغراض و وجوہات مختلف ہو سکتی ہیں نہ کہ صرف ایک ہی مثلاً

(۱) کسی الہام کے اعادہ کے ذریعہ سے اس امر کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہوگا کہ یہ بات آئندہ بھی پوری ہوگی۔

(۲) کسی کے ذریعہ سے پہلی بات کی تاکید مدنظر ہوگی اور اسی پر زور دینا مقصود ہوگا۔

(۳) کسی کے تکرار کی یہ غرض ہو سکتی ہے کہ اسے پھر سے تازہ کیا جائے اور یہ بتایا جائے کہ وہ ابھی پورا نہیں ہوا اور نہ ہی منسوخ ہوا ہے۔ اس لئے اسے بھلانا نہیں بلکہ یاد رکھنا چاہیئے۔

(۴) کسی کے اعادہ سے یہ غرض ہو سکتی ہے کہ اسکے پورا ہو جانے کے بعد اسے بطور ثبوت ان مخالفوں کے سامنے رکھا جائے اور اس کے ذریعہ سے ان کے دلوں میں یقین پیدا کیا جائے۔

(۵) کسی کا یہ مقصد ہو سکتا ہے کہ الہام کی حیثیت اس کے ذریعہ سے ظاہر کی جائے اور اس کی شان بتائی جائے۔ گویا اس کے دوبارہ نزول سے اس کی اہمیت کا اظہار مقصود ہو سکتا ہے۔

(۶) کسی کے دوبارہ نزول کا یہ مدعا ہو سکتا ہے کہ یہ بتایا جائے کہ اگر یہ ایک پہلو سے پورا ہو چکا ہے مگر دوسرے پہلو سے ابھی اس کی انتظار ہے۔

(۷) کبھی کسی الہام کے دہرائے کا باعث یہ امر ہو سکتا ہے کہ اس سے مختلف نتائج و استنباط اخذ کئے جائیں

(۸) کبھی یہ غرض ہو سکتی ہے کہ اسے بطور مثال پیش کر کے مخالفوں سے ویسے ہی نشان کے دکھانے کا مطالبہ کیا جائے قطع نظر اس کے کہ وہ پورا ہو چکا ہے یا نہیں۔

(۹) کسی کے اعادہ کا مقصد نئے حالات میں پہلے الہام کی تشریح و توضیح بھی ہو سکتا ہے۔ نیز اس کے متعلق پیدا شدہ غلط فہمیوں کا ازالہ بھی

(۱۰) کسی کا مقصد افہام و تفہیم کو مختلف رنگ دینا بھی۔ غرضیکہ کسی الہام کا دوبارہ نزول مختلف مقاصد کے لئے ہو سکتا ہے تکرار الہام کی ہمیشہ صرف یہی ایک غرض نہیں ہوتی کہ بتایا جائے کہ یہ ابھی کسی جہت سے بھی پورا نہیں ہوا۔ تکرار کے مقاصد کا فیصلہ حسب حالات ہی کیا جا سکتا ہے۔ پس اس زیر بحث الہام کے دوبارہ نزول کا مقصد بھی پیدائش کے سوا کوئی اور ہی ہو سکتا ہے۔

ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات میں یہ بات صاف نظر آتی ہے کہ جو الہامات تکرار ہوئے ہیں ان میں سے بعض دوبارہ نزول سے قبل پورے ہو چکے تھے۔ اس لئے ان کے تکرار و اعادہ کا مقصد کچھ اور ہی تھا۔ مثلاً حضرت میاں بشیر احمد صاحب کی پیدائش سے متعلق الہامات آئینہ کمالات اسلام مطبوعہ ۱۸۹۳ء میں درج تھے۔ اس کے بعد ان کی پیدائش اسی سال ۱۸۹۳ء میں ہو چکی تھی۔ کہ وہی الہامات پھر دوبارہ نازل ہوئے۔ اب ان کے دوبارہ نزول کا یہ مقصد تو ہو نہیں سکتا تھا کہ یہ خبر دی جائے کہ حضرت میاں صاحب کی پیدائش ان الہامات کے دوبارہ نزول کے وقت تک نہ ہوئی تھی۔ اور نہ ہی اس کا یہ مطلب تھا کہ انکی پیدائش دوبارہ ہونیوالی تھی۔ ظاہر ہے کہ ان الہامات کے اعادہ سے یہ بتانا مقصود تھا کہ یہ بھی خدا تعالیٰ کا ایک نشان ہے۔ اسی طرح دوسرے الہامات کے ساتھ مل کر ان کی ایک نئی ترتیب قائم کر کے اس کے ذریعہ سے بعض اور امور کی طرف اشارہ کرنا مدنظر تھا۔ چنانچہ اس کے بعد انجام آتھم مطبوعہ ۱۸۹۶ء میں اول مصلح موعود سے متعلق الہام درج ہے جو یہ ہے:۔

انا نبشرک بغلام حلیم
مظھر الحق والعلاء کان
اللّٰہ نزل من السماء

یہ الہام دوبارہ نازل ہوا ہے۔ اس کے دوبارہ نزول کا ثبوت ایک اور الہام ہے جو اسی سے متعلق ہے اور وہ یہ ہے۔ ۱ سمہ عمانوایل۔ یہ نام بشیر اول کا بھی تھا۔ اب یہ مصلح موعود کے متعلق نازل ہوا۔ اس نے نازل ہو کر بتایا کہ صرف بشیر اول ہی کو عمانوایل نہ سمجھا جائے بلکہ مصلح موعود بھی عمانوایل ہے۔ اگر اسمہ عمانوایل کے ساتھ مظہر الحق والعلاء والا الہام دوبارہ نازل نہ ہوتا تو یہ معلوم نہ ہو سکتا تھا کہ اس کا تعلق مصلح موعود سے ہے۔ لہٰذا مصلح موعود والا الہام دوبارہ نازل ہونا ضروری ٹھہرا۔ ان ہر دو الہاموں کے نزول کے بعد حضرت میاں صاحب سے متعلق الہام یولد لک الولد و یدنی منک الفضل ان نوری قریب بھی دوبارہ نازل ہوا جو انجام آتھم میں ان کے بعد درج ہے۔ حضرت میاں صاحب کی پیدائش کے بعد اس الہام کا دوبارہ نزول اپنے اندر پیدائش کے سوا کوئی اور ہی غرض رکھتا ہے۔ جس طرح ان سے متعلق الہام کے دوبارہ نزول کی غرض پیدائش کی بجائے کوئی اور ہو سکتی ہے۔ اسی طرح مصلح موعود سے متعلق الہام کے دوبارہ نزول کی غرض بھی پیدائش کی بجائے کوئی اور ہو سکتی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ان کی ترتیب سے بتانا مقصود ہے کہ جس کا ذکر پہلے ہے اس کی پیدائش پہلے اور جس کا ذکر بعد میں ہے اس کی پیدائش اس کے بعد ہو چکی ہے۔ گویا ان الہامات کی ترتیب کا بیان ان کے مصداقوں کی پیدائشوں کے وقوع کی ترتیب پر دال ہے۔ ورنہ حضرت میاں صاحب موصوف کی پیدائش کے بعد ان کے متعلق الہام کے اعادہ سے بھی یہی مقصد قرار دینا ہوگا۔ کہ ان کی پیدائش اس وقت تک نہ ہوئی تھی۔ وہ کسی آئندہ زمانہ میں ہونے والی تھی حالانکہ ایسا نہیں ہو سکتا۔

اس جگہ ضمنی طور پر یہ بتا دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود ہی الہامات کی ترتیب اور اس کی تبدیلی اور کمی بیشی کے بارہ میں نیز اعادہ و تکرار الہامات کے متعلق حقیقۃ الوحی میں صفحہ ۔۔ سے صفحہ ۱۰۸ تک بہت سے سابق اور نئے الہامات جو پورے ہو چکے تھے یا آئندہ پورے ہونے والے تھے درج کرتے ہوئے حاشیہ میں ایک نوٹ تحریر فرمایا ہے وہ بھی اس پر روشنی ڈالتا ہے آپ تحریر فرماتے ہیں:۔

"ان الہامات کی ترتیب بوجہ بار بار کے تکرار کے مختلف ہے کیونکہ یہ فقرہ وحی الٰہی کے کبھی کسی ترتیب سے کبھی کسی ترتیب سے مجھ پر نازل ہوئے ہیں۔ اور بعض فقرے ایسے ہیں کہ شاید سو سو دفعہ یا اس سے بھی زیادہ دفعہ نازل ہوئے ہیں۔ پس اس وجہ سے ان کی قرات ایک ترتیب سے نہیں اور بسا اوقات آئندہ بھی یہ ترتیب

محفوظ نہ رہے کیونکہ عادت اللہ اسی طرح سے واقع ہے کہ اس کی پاک وحی ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زبان پر جاری ہوتی اور دل سے پوشیدہ رہتی ہے۔ پھر خدا تعالےٰ ان ٹکڑوں کی ترتیب آپ کرتا ہے اور کبھی ترتیب کے وقت پہلے ٹکڑہ کو عبارت کے پیچھے لگا دیتا ہے اور یہ ضروری سنت ہے کہ وہ تمام فقرے کسی ایک ہی خاص ترتیب پر نہیں رکھے جاتے بلکہ ترتیب کے لحاظ سے انکی قرأت مختلف طور پر کی جاتی ہے۔ اور بعض فقرے مکرر وحی میں پہلے الفاظ سے کچھ بدلائے جاتے ہیں۔ یہ عادت صرف خدا تعالےٰ کی خاص ہے وہ اپنے اسرار بہتر جانتا ہے۔"
(حاشیہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۹)

پس جس چیز کو خود آپ نے بیان فرمایا ہے اسے ہر جگہ ملحوظ رکھنا ضروری ہے کسی جگہ نیا الہام آ کر کمی بیشی کر دیتا ہے یا نئی ترتیب پیدا کر دیتا ہے۔ اور اس کی غرض نئے نکات پیدا کرنا ہوتی ہے۔ انجام آتھم میں مصلح موعود سے متعلق الہام کے ایک حصہ کا تکرار ایسا ہی ہے جیسا کہ حضرت میاں صاحب کے متعلق الہام کا تکرار نہ وہ ان کی آئندہ پیدائش کی خبر کے لئے تھا نہ مصلح موعود کے متعلق الہام اس کی آئندہ پیدائش کی خبر کے لئے تھا اگرچہ ۸ر فروری ۱۹۰۷ء کو یہی الہام پھر ہوا کہ مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء (البدر جلد ۶ الحکم جلد ۱۱ تذکرہ صفحہ ۶۹۳) مگر اس دفعہ بھی اس کا نزول اسی غرض سے تھا کہ یہ بتایا جاوے کہ اس کا ظہور ابھی باقی ہے۔ لوگ اسے یاد رکھیں بھول نہ جائیں۔ اور یہ نہ سمجھ لیں کہ وہ منسوخ ہو گئی ہے یا ٹل گئی ہے پس اس دفعہ بھی اس میں مصلح موعود کے آئندہ ظہور ہی کی خبر تھی نہ کہ آئندہ پیدائش کی۔

حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۹۵ پر بھی یہ الہام درج ہے اور وہاں خاص بیٹے اور خاص پوتے ہر دو کا الگ الگ مگر اکٹھا ذکر موجود ہے۔۔ خاص بیٹے والے الہام کو خاص پوتے والی بشارت سے قبل رکھا گیا ہے۔ چنانچہ وہاں حسب ذیل ترتیب سے ان کا اندراج ہے۔

انا نبشرک بغلام مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء یہ الہام خاص بیٹے سے متعلق ہے۔ اور اس کے بعد انا نبشرک بغلام نافلۃ لک خاص پوتے سے متعلق ہے ملاحظہ ہر دو کا یوں اندراج ہے۔ ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں جس کے ساتھ حق کا ظہور ہوگا گویا آسمان سے خدا اترے گا ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں جو تیرا پوتا ہوگا۔

پس ہر دو معین لڑکوں مصلح موعود اور پوتے والے الگ الگ الہامات درست ہوتے کے لئے ہیں۔ مصلح موعود کا ذکر اپنی جگہ ہے اور خاص پوتے کا ذکر اپنی جگہ۔

ہاں اس میں کوئی حرج نہیں کہ مظہر الحق والعلاء والے آخری الہام کا مصداق کوئی پوتا ہو مصلح موعود والی اس پیشگوئی سے قبل حق کا مظہر اور نزول الٰہی کا باعث حضرت مسیح موعود علیہ السلام تھے۔ اس پیشگوئی کے بعد مصلح موعود بھی حق و نزول الٰہی کا مظہر بن گیا۔ اگر مصلح موعود کے کام میں پوتا بھی شریک ہونے کی وجہ اس سے حصہ رکھتا ہو تو یہ اصل پیشگوئی کے مخالف نہیں۔ جس طرح مصلح موعود، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کام کا حامل ہونے کی وجہ سے آپ کا تتمہ ہے۔ اسی طرح پوتا مصلح موعود کے کام کا تتمہ ہوگا۔ اس لئے اس میں بھی کوئی حرج نہیں کہ پوتا بھی مصلح موعود کے کام میں شریک ہونے کی وجہ سے مظہر الحق والعلاء والے آخری الہام کا مصداق ہو چونکہ الہام ایک سے زیادہ دفعہ ہوا ہے۔ اسلئے ممکن ہے کہ بعد والے نزول کے وقت اس کا تعلق پوتے کے ساتھ ہو۔ الٰہی نزول صرف مصلح موعود کی زندگی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ اس کا سلسلہ اسکے بعد بھی چلے گا۔ اسلئے اگر ان میں سے کسی الہام کا مصداق پوتا بھی اس حصہ میں اسکے ساتھ شریک ہو جائے۔ تو اس سے اس پیشگوئی کے اصل مصداق یعنی مصلح موعود پر کوئی زد نہیں پڑتی۔ ایسی صورت میں اس کے معنی صرف اسی قدر ہوں گے کہ وہ خاص پوتا مصلح موعود کی اس صفت مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء میں اس کے ساتھ اس طرح شریک یا اس کا مثیل ہے۔ جس طرح باقی لڑکے بعض دیگر صفات میں اس کے شریک و مثیل ہیں۔ مگر اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ہم پوتے کے ان الہامات میں سے کسی الہام کا مصداق ہونے کی وجہ سے مصلح موعود کی نفی کر دیں یا یہ کہہ دیں کہ وہ اب تک پیدا نہیں ہوا اور یہ کہ اس کی پیدائش چوتھی صدی میں ہوگی اس صفت میں خاص بیٹے اور پوتے کا اشتراک ہر دو کے ایک ہونے کی دلیل قرار نہیں دیا جا سکتا۔ نہ ہی یہ بات اس امر کی دلیل ہے کہ پوتا ہی مصلح موعود ہے۔ ہاں اسے اس صفت میں اس کا مثیل بے شک قرار دیا جا سکتا ہے ورنہ ہر بیٹا اشتراک صفت کی وجہ سے مصلح موعود قرار دینا ہوگا۔ آخر دوسروں نے کیا قصور کیا ہے کہ وہ تو باوجود مصلح موعود والی بعض صفات اپنے اندر رکھنے کے مصلح موعود نہ بن سکیں مگر پوتا کسی صفت کی وجہ سے مصلح موعود قرار پا جائے۔ پھر یہ بھی تماشا ہے کہ کوئی لڑکا کسی ایک صفت کی وجہ سے تو مصلح موعود ہو جائے۔ مگر جامع الصفات لڑکا مصلح موعود ہونے سے محروم ہو جائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بار بار مصلح موعود کی موجودگی کا اظہار فرمایا۔ مگر ہمارے پیغامی "اہل الرائے" حضرات آپ کو حکم و عدل تسلیم کرتے ہوئے بھی آپ کی ان تحریرات کی ذرہ بھر پرواہ نہیں کرتے۔ اور اس کی بجائے اپنے آپ کو حکم و عدل بنا لیتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مصلح موعود کے بارہ میں ۱۸۹۱ء میں تحریر فرماتے ہیں۔

" اس مسیح کو بھی یاد رکھو جو اس عاجز کی ذریت میں سے ہے جس کا نام ابن مریم بھی رکھا گیا ہے۔ کیونکہ اس عاجز کو براہین میں مریم کے نام سے بھی پکارا گیا ہے۔"
(ازالہ اوہام صفحہ ۲۱۹ ۱۸۹۱ء)

اس تحریر میں آپ نے اس مسیح صفت لڑکے کی موجودگی صاف لفظوں میں ظاہر فرمائی ہے۔ اس تحریر نے جہاں مصلح موعود کی ۹۱ء میں موجودگی کا پتہ دے دیا تھا وہاں اس نے یہ بھی ظاہر کر دیا تھا کہ جس طرح مسیح ناصری حضرت مریم کا صلبی بیٹا تھا اسی طرح مصلح موعود آپ کا صلبی بیٹا ہے نہ کہ آئندہ نسل میں سے کوئی فرد۔

اسی طرح ۹۹ء میں آپ نے مصلح موعود کی موجودگی کا ان الفاظ میں اظہار فرمایا تھا:

"الہام بتلاتا تھا کہ چار لڑکے ہوں گے اور ایک کو ان میں سے ایک مرد خدا مسیح صفت الہام نے بیان کیا ہے سو خدا تعالےٰ کے فضل سے چار لڑکے پیدا ہو گئے ہیں"
(تریاق القلوب صفحہ ۱۴۲ ۹۹ء)

اور تحریر فرمایا تھا کہ
"دہلی میں میری شادی ہوئی اور خدا نے وہ لڑکا بھی دیا اور تین اور عطا کئے۔"
(تریاق القلوب صفحہ ۳۴)

اس کے علاوہ کامل انکشاف نے بھی آپ کے اجتہاد و اثبات کی تصدیق کر دی تھی۔ چنانچہ آپ نے تحریر فرمایا تھا ؎

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا
دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا

ان اشعار میں ایک طرف مصلح موعود کی موجودگی بشارت کے ذریعہ سے بتائی گئی ہے۔ اور دوسری طرف اس کے آئندہ ظہور کی خبر دی گئی ہے۔

ایک سوال یہ بھی کیا جاتا ہے کہ اگر مصلح موعود تریاق القلوب کی اشاعت سے قبل پیدا ہو چکا تھا تو آگے چل کر آپ نے اس کتاب کے صفحہ ۴۳ پر انذری ترتیب والے الہام کے ساتھ یہ کیوں تحریر فرمایا کہ شاید اس سے مراد پسر موعود ہے۔ اس سے تو ظاہر ہے کہ وہ اس وقت تک پیدا نہ ہوا تھا بلکہ آئندہ کسی وقت پیدا ہونے والا تھا۔

اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ یہ فقرہ کاتب کتاب حضرت پیر منظور محمد صاحب کا ہے۔ انہوں نے غلطی سے سطر کے دوران میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے دریافت کرنے کی غرض سے بطور نوٹ اسے درج کر لیا تھا۔ بعد میں بھول جانے کی وجہ سے وہ قائم رہ گیا۔ اس کا ثبوت خود اس کا اپنا حلفیہ بیان ہے جو مؤکد بعذاب انہوں نے دیا تھا۔ جسے راقم الحروف نے بھی دیکھا ہے

(۲) اگر یہ بھی تسلیم کر لیا جائے کہ حضرت اقدسؑ نے یہ حرف پڑھے ہوں گے مگر اسے کاٹا نہیں بلکہ اسے قائم رہنے دیا۔ تو بھی یہ اصل واقعہ پر کچھ بھی اثر انداز نہیں۔ کیونکہ اس کے وہی معنے ہو سکتے ہیں جو آپ کی ان سابقہ و آئندہ تحریرات کے خلاف نہ ہوں۔ چونکہ یہ الہامی فقرہ حضرت میاں بشیر احمد صاحب سے متعلق الہام کے ساتھ درج ہے اس لئے اس کا زیادہ سے زیادہ یہ مدعا ہو سکتا ہے کہ یہ بتایا جاوے کہ مصلح موعود حضرت میاں صاحب موصوف سے متصل ہے ان ہر دو میں کوئی حد فاصل نہیں۔ اور میرا نور مصلح موعود حضرت میاں صاحب موصوف سے قبل ان کے قریب ہے۔ اور یہ بات اصل واقعہ اور آپ کی تحریرات کے عین مطابق ہے۔ اور ان معنوں کے لینے میں کوئی روک نہیں۔ قریب خواہ کسی جہت سے ہو قریب ہی ہوتا ہے۔ مصلح موعود ان سے پہلے پیدا ہو چکا تھا اس لئے وہ ان سے قریب تھا۔

(۳) حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسکے ساتھ یہ تو تحریر نہیں فرمایا کہ میرا نور یعنی مصلح موعود آئندہ جلد یا بدیر پیدا ہونے والا ہے۔ اگر بالفرض یہی مراد ہوتی تو بھی چوتھی صدی تو قریب نہیں۔ وہ قیاس سے بہت بعید ہے اسلئے چوتھی صدی والا

دجال اور یاجوج وماجوج

(بقیہ صفحہ نمبر اول)

آج تک بے شمار پیر اور پیر پرستی اور مسیحی گذر چکے ہیں۔ کسی نے خدارسی کے لئے عبادتیں اور ریاضتیں بتائیں کسی نے فلاں چلے اور فلاں مراقبہ کی نشان دہی کی۔ مگر ذہن ان بے شمار رہنماؤں میں سے کسی کا بھی نہ گیا۔ کہ معبود حقیقی وخالق کائنات کی جستجو آتشی بانیوں اور آتش باریوں سے کی جائے! یہ جدت تو شروع سے دجال اور یاجوج وماجوج کے لئے مخصوص چلی آرہی تھی۔ کہ اسی آسمان کی طرف ہوائی جہاز چھوڑیں گے یا تیر چلائیں گے۔ (راکٹ اور میزائل کے صحیح ترجمے یہی ہو سکتے ہیں) اور پھر فتح مندی کے نعرے لگائیں گے کہ ہم نے (نعوذ باللہ) خدا کا خاتمہ کر دیا ہے! حدیث کا ذرہ تمام دالالٹریچر وہ اپنی حیثیت سے استناد کے جس مرتبہ پر بھی ہو۔ بہرحال اسی قسم کی پیش خبریوں سے بھرا پڑا ہے! اور ابھی تو اس سلسلے کی بہت بہت سی منزلیں آنے کو باقی ہیں۔

اب یہ بات واقعات اور حقائق کی روشنی میں ناقابل انکار صداقت ہے۔ کہ یاجوج ماجوج کے الفاظ درحقیقت روس اور مغربی جزائر کی قوموں کے لئے صفاتی طور پر مقرر تھے۔ اور ان ناموں میں ان کی مادی ترقیات کی طرف اشارہ تھا۔ پس جہاں تک یاجوج وماجوج اور دجال کے خروج کا تعلق ہے اور جہاں تک مسیح موعود کی آمد کا سوال ہے اسے تو اب ایک ثابت شدہ حقیقت کے طور پر تسلیم کر لینا چاہیئے۔

اب صرف یہ سوال قابل توجہ ہے کہ یاجوج وماجوج کا انجام اور دنیا کا مستقبل کیا ہوگا؟ قرآن مجید نے صاف طور پر فرما دیا ہے:-

الف:- حتى اذا فتحت ياجوج
وماجوج وهم من كل
حدب ينسلون و
اقترب الوعد الحق
فاذا هي شاخصة
ابصار الذين كفروا
ياويلنا قد كنا في غفلة
من هذا بل كنا ظالمين
(الانبیاء ۹۶-۹۷)

کہ جب یاجوج وماجوج نکلیں گے اور وہ ہر بلندی کو پھاندتے جائیں گے تو وعدۂ الٰہی کے ظہور کی گھڑی قریب ہوگی۔ اور ناگہاں کافروں کی آنکھیں حیرت سے کھلی رہ جائیں گی۔ اور وہ کہیں گے کہ ہم پر ہلاکت آئے ہم تو اس انجام سے غافل تھے۔ بلکہ ہم سراسر ظالم تھے"۔

(ب) وتركنا بعضهم يومئذ
يموج في بعض ونفخ في
الصور فجمعناهم جمعاً
وعرضنا جهنم يومئذ
للكافرين عرضاً الذين
كانت اعينهم في غطاء
عن ذكري وكانوا لا يستطيعون
سمعاً۔ (کہف ۹۹-۱۰۱)

کہ اس وقت ہم یاجوج وماجوج کو باہم گتھم گتھا کر دیں گے اور آسمانی قرنا میں آواز دی جائے گی۔ اور ان سب کو اکٹھا کیا جائے گا۔ تب ہم ان کافروں کے لئے جہنم یا ہولناک جنگ پیش کریں گے۔ جن کی آنکھیں ہمارے ذکر سے غافل تھیں اور وہ حق کے سننے کی تاب نہ رکھتے تھے"۔

ان آیات میں یاجوج ماجوج کی ترقی و غلبہ اور پھر ان کی باہم آویزش اور آخر کار ان کی تباہی کا صاف ذکر موجود ہے اور یہ بھی بتایا گیا ہے۔ کہ موعود ربانی کی آواز آخر کامیاب ہوگی۔ اور ظالم اپنے کیفر کردار کو پہنچیں گے۔

احادیث نبویہ کی روایت ایک عرصہ کے بعد اور مختلف رواۃ کی زبانی حیطۂ تحریر میں لائی گئی۔ اور ویسے بھی پیشگوئی میں مجاز و استعارات ہوتے ہیں۔ تاہم احادیث میں یاجوج وماجوج کے انجام کے متعلق ایک جگہ آتا ہے:-

" اذ اوحى الله الى عيسى انى
قد اخرجت عباداً لى لا يدان
لاحد بقتالهم فحرز عبادى
الى الطور ويبعث الله ياجوج
وماجوج وهم من كل حدب
ينسلون فيمر اوائلهم
على بحيرة طبرية فيشربون
ما فيها ويمر آخرهم فيقول
لقد كان بهذه مرة ماء ثم
يسيرون حتى ينتهوا الى جبل
الخمر وهو جبل بيت المقدس
فيقولون لقد قتلنا من فى
الارض هلم فلنقتل من
فى السماء فيرمون بنشابهم
الى السماء فيرد الله عليهم
نشابهم مخضوبة دماً ويحصر
نبى واصحابه حتى يكون رأس
الثور لاحدهم خيراً من مائة
دينار لاحدكم اليوم فيرغب
نبى الله عيسى واصحابه فيرسل
الله عليهم النغف فى رقابهم
فيصبحون فرسى كموت نفس
واحدة ثم يهبط نبى الله عيسى
واصحابه الى الارض فلا يجدون
فى الارض موضع شبر الا ملا
زهمهم ونتنهم فيرغب نبى الله
عيسى واصحابه الى الله فيرسل
الله طيراً كاعناق البخت فتحملهم
فتطرحهم بالنهبل ويستوقد
المسلمون من قسيهم ونشابهم
وجعابهم سبع سنين ثم يرسل
الله مطراً لا يكن منه بيت
مدر ولا وبر فيغسل الارض حتى
يتركها كالزلفة ثم يقال للارض
انبتى ثمرتك وردى بركتك"۔
(مشکوٰۃ المصابیح کتاب الملاحم)

ترجمہ:- اللہ تعالیٰ مسیح موعود پر وحی کرے گا کہ میں نے ایسے بندے پیدا کر دیئے ہیں جن سے جنگ کرنے کی کسی کو طاقت نہیں۔ تو میرے بندوں (اپنی جماعت) کو طور کی حفاظت میں لے جا۔ اللہ تعالیٰ یاجوج وماجوج کو بھیجے گا۔ جو ہر بلندی پر پھاندتے پھریں گے۔ ان کا اگلا حصہ بحیرہ طبریہ سے گذرے گا اور وہ اس کا پانی پی لیں گے۔ حتیٰ کہ آخری حصہ گذرتے وقت تعجب سے کہے گا کہ یہاں پر بھی کبھی پانی ہوتا تھا۔ پھر وہ چلتے چلتے بیت المقدس کے پہاڑ جبل الخمر کے پاس پہنچیں گے اور کہیں گے کہ ہم زمین والوں کو تو قتل کر چکے اب آؤ آسمان والوں کو بھی قتل کر دیں۔ وہ اپنے تیر آسمان پر پھینکیں گے جنہیں اللہ تعالیٰ خون آلود حالت میں لوٹا دے گا۔ مسیح موعود اور اس کے اصحاب محاصرہ میں آ جائیں گے۔ اور غذائی حالت یہاں تک پہنچ جائے گی کہ آج تمہارے لئے سو سو پونڈ کی قدر ہے۔ اس سے بھی زیادہ انہیں بیل کے ایک سر کی ہوگی۔ تب مسیح موعود اور اس کے ساتھی اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے جس پر اللہ تعالیٰ یاجوج وماجوج پر گلے میں پھوڑے کی وبائی مرض بھیجے گا۔ اور وہ یکدم تباہ ہو جائیں گے۔ بعدازاں جب مسیح موعود اور اس کی جماعت زمین میں پھریں گے۔ تو دیکھیں گے کہ چپہ چپہ زمین نجاست اور بدبو سے بھرا ہوا ہے جس کے ازالہ کے لئے وہ دعا کریں گے۔ اللہ تعالیٰ اونٹ کی گردن کے مانند بڑے بڑے پرندے بھیجے گا۔ جو یاجوج وماجوج کے مُردوں کو دور نہبل میں پھینک دیں گے۔ ان کا بچا ہوا اسامان جنگ تیر کمان اور ترکش وغیرہ اتنا وافر ہوگا کہ مسلمان اس سے سات سال تک آگ جلائیں گے۔ پھر خدا وند تعالیٰ زمین پر ایک ایسی عام بارش نازل کرے گا جو ساری زمین کو دھو کر بالکل صاف و شفاف مانند شیشہ کر دے گی۔ پھر حکم دیا جائے گا کہ اے زمین تو اپنے پھل اُگا۔ اور اپنی برکتیں دوبارہ پیدا کر۔۔"

یہ حدیث اپنے مجازات کے باوجود بہت سے عیاں حقائق پر مشتمل ہے اس میں یاجوج وماجوج کی ترقیوں اور فتنہ سامانیوں کا تذکرہ ہے۔ یاجوج وماجوج کی تباہی دعاؤں کے ذریعہ سے ہوگی۔ اور آسمانی وبا ان لوگوں کو ہلاک کرے گی۔ آخر میں یہ بھی بتایا گیا ہے۔ کہ اس کی گراہی اور فتنہ کے دور کے بعد پھر زمین دھل کر نئی زمین بن جائے گی۔ اور آسمانی انوار وبرکات کا نزول ہوگا۔ بہرحال یہ حدیث اسلام اور مسلمانوں کے لئے بہت بڑی بشارت ہے

یاجوج وماجوج کی تباہی کے لئے قرآن مجید نے یرسل علیکما شواظ من نار (تم پر آگ کے شعلے برسائے جائیں گے) فرمایا ہے۔ انجیل مکاشفہ میں "آسمان پر سے آگ نازل ہوکر انہیں کھا جائے گی" لکھا ہے اور حدیث کے الفاظ میں ان کی تباہی یرسل اللہ علیھم النغف فی رقابھم کے ذریعہ سے ہوگی۔

بہرحال ان کی تباہی کی نوعیت اور کیفیت کچھ بھی ہو یہ امر یقینی ہے کہ اللہ تعالیٰ آخرکار طاغوتی طاقتوں کو ہلاک کر کے اور دجال کے فتنہ کو پاش پاش کر کے اسلام اور حق کا بول بالا کرے گا۔ اور آخر توحید کی فتح ہوگی۔

وآخر دعوانا ان الحمد
للہ رب العالمین ٭

ضرورت رشتہ

بقادیان میں مقیم علاقہ یوپی سے تعلق رکھنے والے ایک دوست جو گورنمنٹ سے پنشن پاتے ہیں اور جن کی صحت خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے اچھی ہے نیز سلسلہ کے پرانے خادم اور مخلص احمدی ہیں کے لئے ایک ایسی دقیقہ خیات کی ضرورت ہے جو بیشک بیوہ ہو۔ عمر چالیس سال یا اس کے لگ بھگ ہو۔ اور دیندار مخلصہ کے علاوہ گھر کا کام بخوبی سرانجام دے سکتی ہو۔ اگر کسی جماعت میں ایسا رشتہ موجود ہو۔ تو خاکسار دفتر ہذا کو کوائف سے مطلع فرمایا جائے۔

(ناظر امور عامہ قادیان)

سلہ صدق جدید ۲۰ر فروری ۵۹ء

درخواست دعا۔ خاکسار کے والد محترم عرصہ دو تین سال سے بیمار ہیں۔ نیز خاکسار کی والدہ محترمہ بھی بیمار ہے اور ربوہ ہسپتال میں زیر علاج ہیں اب کچھ افاقہ ہے احباب ہر دو کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دعا فرماویں۔ اکرام اللہ افضل انجاز۔ خاکسار قریشی محمد عظیم عابد درویش قادیان۔

خلاء میں تابکاری کے کُرّے سے متعلق تازہ معلومات

پچھلے دنوں امریکہ کی فضائی و خلائی نظامت کی طرف سے زمین کے گرد بیرونی خلاء میں تابکاری کے دو کرّوں کی ابتداء اور ترتیب کے متعلق غور و خوض کرنے کے متعلق ایک دو روزہ کانفرنس طلب کی گئی جس میں بتایا گیا کہ سائنسدانوں کو خلائی تجربوں سے جو معلومات حاصل ہوئی ہیں اُن کی بناء پر وہ اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ یہ دونوں کرّے آفتابی شعاعوں کی تخلیق ہیں۔

تاہم وہ (سائنسدان) تابکاری کے اندرونی کرّے کے متعلق اتفاق رائے کا اظہار نہیں کر سکے۔ بعض سائنسدانوں نے کہا کہ ان کی رائے میں یہ کرّہ سورج کی طاقتور گیسوں کا نتیجہ ہے جبکہ دوسروں نے کائناتی شعاعوں کو اُن کی تخلیق کا باعث قرار دیا ہے۔

تابکاری کے ان کرّوں کی دریافت امریکہ کے مصنوعی سیارے ایکسپلورر اور پائنیر راکٹ نے کی تھی۔ چونکہ آئیوا سٹیٹ یونیورسٹی کے ڈاکٹر جیمز اے وان ایلن کی نگرانی میں یہ تجرباتی راکٹ داغے گئے تھے۔ اس لئے ان کرّوں کا نام ڈاکٹر موصوف کے نام پر یعنی "تابکاری کے وان ایلن کرّے" رکھا گیا ہے۔ ایک کرّہ سطح زمین سے ۱۴۰۰ اور ۳۴۰۰ میل کے درمیان اور دوسرا ۸ ہزار اور ۱۲ ہزار میل کے درمیان بلندی پر پایا جاتا ہے۔

متذکرہ صدر نظامت کے شعبۂ نظریات کے سربراہ ڈاکٹر رابرٹ جیسٹرا نے کہا کہ سائنسدان اس امر پر متفق ہیں کہ تابکاری کا بیرونی کرّہ آفتابی شعاعوں کی تخلیق ہے۔ سورج کی گرم گیس کے ذریعے زمین کے مقناطیسی کرّے میں جمع ہو جاتے ہیں۔ اور اس طرح بیرونی کرّے میں تابکاری کی شدید لہریں پیدا ہوتی ہیں۔

۳ر مارچ کو جو پائنیر چہارم راکٹ داغا گیا تھا اس نے قریباً قریباً یہ ثابت کر دیا ہے کہ بیرونی کرّہ سے دو "وان ایلن کرّوں" کے متعلق زمین پر معلومات بھیجی تھیں۔

ڈاکٹر جیسٹرا نے کہا کہ جہاں تک تابکاری کے اندرونی کرّے کا تعلق ہے سائنسدانوں کو اس امر پر اختلاف ہے کہ یہ آفتابی شعاعوں کی تخلیق ہے یا کائناتی شعاعوں کی۔

جو سائنسدان یہ تھیوری پیش کرتے ہیں کہ اندرونی کرّہ کائناتی شعاعوں کی تخلیق ہے ان کی اپنے نظریے کی حمایت میں یہ دلیل ہے۔ جب کائناتی شعاعیں کرّۂ زمین کے بیرونی رقبے سے ٹکراتی ہیں تو اُن سے نیوٹرون پیدا ہوتے ہیں۔ یہ نیوٹران مدھم پڑ کر الیکٹرون اور پروٹون کی صورت اختیار کرتے ہیں۔

بعض برقیاتی ایٹم زمین کے مقناطیسی کرّے میں جمع ہو جاتے ہیں جن سے تابکاری کے اندرونی کرّے کی تخلیق ہوتی ہے۔

اس تھیوری کی حمایت نکولس سی کرسٹوفر نے کی ہے۔ اب جو کیلیفورنیا یونیورسٹی میں کام کرتے ہیں۔ کرسٹوفر نے ۱۹۵۷ء میں اُن طبیعیاتی امکانات کی طرف توجہ مبذول کرائی تھی جو بیرونی خلاء میں ایٹمی دھماکے سے پیدا ہو سکتے ہیں۔ انہوں نے انتہائی بلندیوں میں زمین کے مقناطیسی کرّے میں اعلیٰ طاقتی الیکٹرونوں کے امکان کا ذکر کیا تھا۔

ان کے نظریے کی روشنی میں گذشتہ موسم گرما میں انتہائی بلندیوں میں تین ایٹمی دھماکے کئے گئے تھے جن سے دیگر باتوں کے ساتھ ان (کرسٹوفر) کے نظریے کی تصدیق ہو گئی۔ اور یہ تابکاری کے دو وان ایلن کرّوں کے درمیان تابکاری کا عارضی کرّہ قائم ہو گیا۔

تابکاری کے وان ایلن کرّوں کے ذرّوں کی نوعیت کے بارے میں ڈاکٹر جیسٹرا نے کہا کہ ایکسپلورر چہارم سے جو معلومات حاصل ہوئی تھیں اُن سے ثابت ہو گیا ہے کہ اندرونی کرّے کے "سخت" یا طاقتور ذرّے "یقیناً پروٹون" ہیں۔ اس مصنوعی سیارے سے اندرونی کرّے میں الیکٹرونوں کی موجودگی بھی ثابت ہوئی لیکن پروٹونوں کے مقابلے میں ان کا تناسب بہت کم تھا۔

ڈاکٹر جیسٹرا نے مزید کہا کہ یہ امر واضح معلوم ہوتا ہے کہ بیرونی خلاء میں ایسے "نرم اجزا" پائے جاتے ہیں جو لگ بھگ ۳۰ ہزار الیکٹرون وولٹ کی توانائی رکھنے والے الیکٹرون ہیں۔

ان کرّوں میں "سخت" یا پُر قوت اجزا ابھی موجود ہیں لیکن یہ یقینی امر نہیں ہے کہ وہ ۶ لاکھ وولٹ سے زیادہ طاقت والے الیکٹرون یا ۱۰ کروڑ وولٹ کی طاقت کے پروٹون ہیں۔

(ماخوذ)

پروفیسر عبدالسلام صاحب کا نیا اعزاز

یہ خبر احباب میں خوشی سے سُنی جائے گی کہ ہمارے مخلص احمدی دوست پروفیسر عبدالسلام صاحب کو لندن میں رائل سوسائٹی کا فیلو بنایا گیا ہے۔ اس سے قبل ان کو کیمبرج یونیورسٹی کی طرف سے ہاپکنز کا انعام مل چکا ہے۔ اور جنرل محمد ایوب صدر پاکستان ان کو پاکستان ستارہ میڈل بھی دے چکے ہیں۔ پروفیسر عبدالسلام پہلے مسلمان ہیں جن کو رائل سوسائٹی کا فیلو بنایا گیا ہے۔ اور ان کی عمر دوسرے سب ممبران سے چھوٹی ہے۔ قبل ازیں پروفیسر عبدالسلام کو پاکستان کی طرف سے بیس ہزار روپے انعام بھی مل چکا ہے۔ پروفیسر صاحب دنیا کے ریاضی دانوں میں سے چوٹی کے ریاضی دان سمجھے جاتے ہیں (ایسٹ افریقن ٹائمز)

دعا ہے کہ خدا تعالیٰ اس ہونہار اور قابل فخر نوجوان کو مزید ترقیات عطا کرے اور انکی زندگی سلسلہ حقّہ کے لئے مفید اور کارآمد ہو۔

مراسلہ

ایک خادم علم

جناب پروفیسر عبدالسلام صاحب کے متعلق آپ کے والد بزرگوار کا ایک مراسلہ اخبار صدق جدید مجریہ ۲۴ر اپریل ۱۹۵۹ء میں بعنوان بالا شائع ہوا ہے جسے احباب کی دلچسپی کے لئے ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔ (ادارہ)

آپ کے رسالہ صدق جدید مورخہ ۱۶ر جنوری میں مسلمان نوجوانوں کی حوصلہ افزائی کی خبر پڑھ کر خوشی ہوئی کہ قوم کے قدرداں بفضلہ تعالیٰ ابھی زندہ ہیں۔ فجزاک اللہ احسن الجزاء۔

لیکن آخر میں یہ فقرہ "دین کی خدمت نہ سہی" عزیزی ڈاکٹر عبدالسلام سلمہ اللہ کے متعلق پڑھ کر رنج ہوا۔ آپ کو کیا معلوم کہ اسلام کی بہتری اور بہبودی کا جوش اس کی طبیعت میں خدا تعالیٰ نے کس طرح ودیعت کر رکھا ہے۔ میں اس کے باپ کی حیثیت سے اتنا ہی عرض کر دوں کہ وہ ان فقرا کے خاندان میں سے ہے جن کی قربت حضرت بہاؤالدین زکریا علیہ الرحمۃ کے ساتھ ملتان میں ہے۔ اس کی پیدائش سے مدتوں پہلے اس کے لئے مسلسل دعائیں کی گئیں کہ اللہ تعالیٰ ایسا بچہ عطا فرمائے جو "وجیہاً فی الدنیا و الآخرۃ" کا مصداق ہو۔ اس کی تعلیم میں ایف۔ اے تک عربی رکھی گئی۔ قرآن مجید اور احادیث کی تعلیم دی گئی۔ اس وقت عزیز نے اپنے مشہور و معروف افتتاحی لیکچر میں جو Elementary Particles کے موضوع پر امپیریل کالج فار سائنس اینڈ ٹیکنالوجی (لندن) میں دیا گیا میں سورہ ملک کی تیسری آیت "ما تریٰ فی خلق الرحمٰن من تفٰوت۔ فارجع البصر ھل تریٰ من فطور۔ ثم ارجع البصر کرتین ینقلب الیک البصر خاسئاً و ھو حسیر" کی تلاوت پر ختم کیا۔ اور خدا تعالیٰ کے کلام کے تحت میں سائنس کے کرشمے ثابت ہوتے بتائے۔ اس لیکچر کے سامعین میں انگلستان کے بڑے بڑے سائنسدانوں کے علاوہ پاکستانی ہائی کمشنر اور سیکرٹری تعلیم بھی تھے لیکچر کے بعد بہت تعریف ہوئی۔ غرضیکہ تعلیم قرآن کو تعلیم سائنس کا سرچشمہ ثابت کر دکھایا۔ الحمد للہ۔

اسی طرح امریکہ کے مختلف ممالک میں عزیز نے اپنے لیکچرز میں سائنس کو اسلامی علوم کا غلام ثابت کیا ہے۔ آپ کے علم کے لئے عزیز کے تعلیمی کوائف درج ذیل ہیں:

میٹرک، ایف۔ اے، بی۔ اے، آنرز (انگلش) کا پنجاب یونیورسٹی ریکارڈ توڑا۔ ایم۔ اے حساب میں اول آئے۔ کیمبرج یونیورسٹی میں بجائے چھ سال کے تین سال میں علم حساب اور طبیعات میں اول نمبر حاصل کیا۔ کیمبرج یونیورسٹی سے پی ایچ۔ ڈی حاصل کی۔ پنجاب یونیورسٹی اور گورنمنٹ کالج لاہور کے شعبہ ریاضیات کے صدر رہے۔ ۱۹۵۷ء میں پنجاب یونیورسٹی نے ڈاکٹر آف سائنس کی اعزازی ڈگری دی۔ پچھلے سال صدر پاکستان نے ان کی طبیعاتی قابلیت پر انہیں بیس ہزار روپیہ انعام اور طلائی میڈل عطا فرمایا۔ پاکستان اٹامک انرجی کمیشن کے ممبر اور جنیوا کی مشہور کانفرنس Atom for Peace کے سائنٹیفک سیکرٹری بھی رہے ہیں اس وقت امپیریل کالج فار سائنس اینڈ ٹیکنالوجی (لندن) میں شعبۂ ریاضیات کے صدر ہیں۔

خاکسار
محمد حسین عفی عنہ گورنمنٹ پنشنر
بیرون چنیوٹ گیٹ جھنگ شہر
(پاکستان)

ولادت

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے خاکسار کو تیسرا پوتا عطا فرمایا ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

بزرگان جماعت و درویشان کی خدمت میں درخواست ہے کہ نومولود کی درازیٔ عمر اور خادم دین بننے اور والدین کیلئے قرۃ العین ہونے کی دعا فرمائیں۔ خاکسار
الدین درویش قادیان۔

رپورٹ کارگذاری دفتر مقامی تبلیغ زائرین

بابت ماہ مارچ ۵۹ء

از مکرم بھائی اللہ دین صاحب انچارج دفتر بذریعہ نظارت دعوت و تبلیغ قادیان

عرصہ زیر رپورٹ میں زیارت مقامات مقدسہ کے لئے آنے والے زائرین کی تعداد ۵۹۰ ہے کہ جن کو اسلام، احمدیت، قادیان سے متعارف کرا کر زیارت کرائی گئی۔ اور ان سے مسیح موعود و اقوام عالم کے آنے کی اطلاع جملہ مذاہب کی پیشگوئیاں بتا کر دی جاتی رہی اور مسیح موعود کی پیشگوئیاں اور ان کے پورا ہونے کی تفصیل بتائی جاتی رہی۔ آنے والوں کے سوالات کے جوابات بھی دیئے جاتے رہے اور ان آنے والوں کو مناسب حال لٹریچر اردو، ہندی، گورمکھی اور انگریزی دیا جاتا رہا۔ آنے والوں میں سے بعض نے تفصیل سنکر بہت دلچسپی کا اظہار کیا۔ اور بعض نے پھر آنے کا وعدہ بھی کیا۔

اب تک اس دفتر کے ذریعہ ۱۲۸۲۸۶ افراد کو جماعت سے متعارف کرا کر مقدس مقامات کی زیارت کرائی گئی۔ اور اسی دفتر کے ذریعہ ۲۴۴۵۷ لٹریچر مناسب حال افراد کو دیا گیا۔　　ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

اعلان

ہمارے داماد سید شریف احمد نے نظام سلسلہ عالیہ احمدیہ سے علیحدگی اختیار کرلی ہے اور ایسا طرز عمل اختیار کیا ہے جو ناپسندیدہ نہیں ہے اس لئے ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہوئے اعلان کرتے ہیں کہ ہمارا اب ان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں صراط مستقیم عطا کرے اور ہمیں اپنی رضا کی راہوں پر چلائے۔ آمین۔

عزیزہ بیگم
محمد اعظم موسیٰ بلڈنگ عابد روڈ حیدر آباد۔

پروگرام دورہ مولوی مبارک علی صاحب فاضل مبلغ انچارج علاقہ میسور

انسپکٹر بیت المال جنوبی ہند از ۵/۱ ؁۵۹ تا ۵/۱۶ ؁۵۹

مندرجہ ذیل جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کے عہدیداران کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مکرم مولوی مبارک علی صاحب مبلغ و انسپکٹر بیت المال مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق ۵/۱ تا ۵۹/۱۶ بغرض معائنہ حسابات و وصولی چندہ جات دورہ کریں گے۔ عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ سے توقع ہے کہ وہ اس سلسلہ میں مولوی صاحب موصوف سے پورا پورا تعاون فرمائیں گے۔

ناظر بیت المال قادیان

نمبر شمار	روانگی از جماعت	تاریخ روانگی	رسیدگی در جماعت	تاریخ رسیدگی	قیام	کیفیت
۱	مرکرہ	۵۹/۵/۱	بنگلور	۵۹/۵/۱	۳ یوم	
۲	بنگلور	۴	گنجی	۴	۱ "	
۳	گنجی	۵	شموگہ	۶	۳ "	
۴	شموگہ	۹	ساگر	۹	۱ "	
۵	ساگر	۱۰	سورب	۱۰	۱ "	
۶	سورب	۱۱	ہبلی	۱۱	۲ "	
۷	ہبلی	۱۴	اناور	۱۴	۱ "	
۸	اناور	۱۵	حیدر آباد	۱۶	—	

لائف آف محمد صلی اللہ علیہ وسلم انگریزی چھپ کر تیار ہوگئی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت و سوانح انگریزی مؤلفہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ چھپ کر تیار ہوگئی ہے۔ یہ ۲۳۲ صفحات کے کتابی سائز پر چھاپی گئی ہے! اسکے اندر آرٹ پیپر پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی فوٹو ہے اور کتاب مجلد ہے اور پر موٹے کاغذ کا غلاف (cover) ہے۔ اس کی قیمت برائے نام مبلغ تین روپے رکھی گئی ہے جو احباب یا جماعتیں قیمتیں پیشگی بھیجیں گے ان سے محصول ڈاک نہیں لیا جائیگا۔ دس سے زیادہ نسخے خریدنے والے دوستوں کو معقول کمیشن دی جائے گی۔

تعلیم یافتہ سنجیدہ اور باثر غیر مسلم دوستوں کو تبلیغ کرنے کے لئے یہ ایک بہترین تصنیف ہے کہ جس کو پڑھ کر غیر بھی متاثر ہی نہیں بلکہ آنحضرت صلعم کی ذات کا گرویدہ ہو جاتا ہے۔

احباب زیادہ سے زیادہ تعداد میں منگوا کر خود بھی فائدہ اٹھائیں لائبریریوں میں رکھوائیں اور غیر مسلم دوستوں کو تحفہ دے کر عنداللہ ماجور ہوں۔ اس کی آمد سے پھر یہی کتاب طبع کئے جانے کا پروگرام ہے۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

مصلح موعود کے متعلق الہام مظہر الحق والعلا

(بقیہ صفحہ ۸)

ذہنی لڑکا تو کسی صورت میں بھی مراد نہیں ہو سکتا۔

(۴) لاہوری اہل الرائے حضرات کی تسلی کے لئے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک اور تحریر سے دکھا سکتا ہوں کہ اس سے یہی مراد ہے کہ نور یعنی مصلح موعود کی پیدائش اس سے قبل ہو چکی تھی نہ کہ آئندہ ہونے والی تھی۔ تریاق القلوب والے مذکورہ فقرہ سے جو مغالطہ پیدا ہو سکتا تھا اسے آپ نے خود ہی دور فرما دیا تھا۔ چنانچہ آپ نے اس کے بعد اشعار میں یہ وضاحت فرما دی تھی کہ وہ نور پیدا ہو چکا ہے اور اس وقت موجود ہے۔ آپ نے تحریر فرمایا تھا

جب تیرا نور آیا جاتا رہا اندھیرا
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی
تو نے یہ دن دکھایا محمود پڑھ کے آیا
دل دیکھ کر یہ احساں تیری ثنائیں گایا

ان اشعار میں آپ نے اس امر کو صاف کر دیا اور بتا دیا تھا کہ وہ نور یعنی پسر موعود پیدا ہو چکا ہے اور اس کا نام محمود ہے

(۵) لیکن اگر قریب سے مراد آئندہ زمانہ ہی لیا جائے تو بھی اس سے صرف یہ بتانا مقصود تھا کہ اس کا ظہور قریب زمانہ میں ہی مقدر ہے نہ کہ کسی بعید زمانہ میں۔ اہل پیغام تو اسے چودھویں صدی پر ڈالتے ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کے نور کا ظہور کسی بعید زمانہ میں نہیں بلکہ قریب زمانہ ہی میں ہوگا۔ بہرحال اہل پیغام کا مدعا کسی صورت میں بھی حاصل نہیں ہو سکتا۔

تو سالہ الہامی میعاد کے خلاف کوئی معنی کسی فقرے کے قابل قبول نہیں ہو سکتے۔ یہ نو سالہ الہامی میعاد کسی آئندہ زمانہ میں اس کی پیدائش کے لئے مانع ہے۔

ہاں ایک صورت ہے اور وہ یہ کہ یہود و نصاریٰ کی طرح ہمارے اہل پیغام بھی حضرت اقدس کی تحریرات میں تحریف اور رد و بدل کر کے اور انہیں توڑ مروڑ کر ان میں اپنے پاس سے اپنی حسب منشاء باتیں ملا کر اپنے مدعا کو پورا کر لیں تو یہ راستہ ان کے لئے کھلا ہے۔ لیکن اگر وہ سیدھی راہ اختیار کر لیں تو انہیں نہایت آسانی سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اس پیشگوئی کا اصل مصداق حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا۔

خبریں

نئی دہلی ۔ ۲۷ اپریل ۔ آج وزیر اعظم پنڈت نہرو نے پارلیمنٹ میں انکشاف کیا کہ کئی ہزار تبتی باشندے بھارت پہنچ گئے ہیں۔ انہوں نے بھارت سرکار سے پناہ مانگی ہے۔ اور اُن کی یہ درخواست منظور کر لی گئی ہے۔ آپ نے مزید بتایا کہ کئی سو تبتی مہاجرین ریاست بھوٹان میں داخل ہوئے ہیں۔ شری نہرو نے انکشاف کیا کہ چینی پارلیمنٹ میں بھارت کے خلاف جو الزام تراشیاں کی گئی ہیں۔ اور جس انداز میں نکتہ چینی کی گئی ہے۔ اس پر بھارت کو بڑا دکھ ہوا ہے۔ ہم نے اس بارے میں چین سرکار سے افسوس کا اظہار کیا ہے۔ آپ نے امید ظاہر کی ہے کہ چین تبت کے خلاف طاقت استعمال نہ کرے گا بلکہ اپنے وعدے کے مطابق کہ تبت کی خود مختاری برقرار رکھی جائے گی۔ اور اُن کا دلی تعاون حاصل کرنے کی کوشش کرے گا۔ آپ نے سوالات کے دفعہ کے دوران بعد تبت کے مسئلے اور دلائی لامہ سے اپنی بات چیت کے بارے میں بیان دیتے ہوئے کہا کہ حال ہی میں تبتی پناہ گزینوں کی ایک بڑی تعداد جو چند ہزار اشخاص پر مشتمل ہے آسام کے شمال مشرقی سرحدی علاقہ کے کنگ فرنٹیئر ڈویژن میں داخل ہوئی ہے۔ انہوں نے بھارت سرکار سے پناہ مانگی ہے اور ہم نے انہیں پناہ دینا منظور کیا ہے۔ اس کے علاوہ سینکڑوں تبتی ریاست بھوٹان میں داخل ہوئے ہیں۔ وہاں بھی انہیں پناہ دیدی گئی ہے۔ شری نہرو نے بتایا کہ جن تبتی پناہ گزینوں کے پاس اسلحہ تھا انہیں غیر مسلح کر دیا گیا ہے۔ اور انہیں ٹھہرانے اور گزارہ کے لئے کیمپوں میں عارضی انتظامات کر دیئے گئے ہیں۔ پھر انہیں اُن کی خواہش اور ضرورت کے مطابق مختلف جگہوں پر بھیج دیا جائے گا۔ شری نہرو نے کہا۔ ہم ان تبتی شرنارتھیوں کو ان کے اپنے ذرائع پر نہیں چھوڑ سکتے کیونکہ اس میں انسانی ہمدردی کا سوال پنہاں ہے۔

ہم اس معاملہ میں آسام سرکار کے تعاون اور مدد کے لئے اس کے شکر گذار ہیں۔ آپ نے دلائی لامہ کے بارے میں لگائے گئے بعض غیر ذمہ دارانہ الزامات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ دلائی لامہ اپنے تیج پور والے بیان کے لئے خود ذمہ دار ہیں۔ اور پھر انہوں نے مسوری سے جو مختصر بیان جاری کیا ہے وہ بھی انہی کا تھا۔ ان دونوں بیانات کے مرتب کرنے اور تیار کرنے میں بھارتی حکام کا کوئی ہاتھ نہ تھا۔ آپ نے کہا کہ دلائی لامہ اپنی مرضی سے بھارت میں داخل ہوئے ہیں اور کسی بھی مرحلہ پر انہیں نہ کہا گیا تھا کہ وہ بھارت چلیں۔ بھارت سرکار کو اُن کے بھارت آنے کے امکان کا خیال آیا تھا۔ اس وجہ سے جب انہوں نے پناہ کے لئے درخواست کی تو یہ فی الفور منظور کر لی گئی۔ آپ نے کہا کہ دلائی لامہ کی مسوری میں آمد کے بعد ایسے اقدامات کئے گئے کہ انہیں لوگوں کے ہجوم اور اخباری نمائندے پریشان نہ کریں۔ انتظامات کے سوائے ان پر اور کوئی بھی پابندی نہیں کی گئی۔ دلائی لامہ اور اُن کی پارٹی کو بتا دیا گیا ہے کہ وہ مسوری میں آزادانہ طور پر گھوم پھر سکتے ہیں۔ شری نہرو نے پھر اعلان کیا کہ بھارت تبت میں مداخلت کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا اور چین کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم رکھنے کا خواہشمند ہے۔ اس کے ساتھ ہی ہمیں تبت کے لوگوں کے ساتھ پوری پوری ہمدردی ہے۔ اور ہمیں ان کی حالت زار پر بڑا دکھ ہے۔

پیکنگ ۲۷ اپریل ۔ آج چین کی پارلیمنٹ نے صدر ماؤزی تنگ کا استعفیٰ منظور کرتے ہوئے مسٹر لیو شاؤچی کو چین کا نیا صدر منتخب کر لیا۔ مسٹر لیو شاؤچی کمیونسٹ پارٹی کے نظریاتی محقق ہیں۔ مسٹر ماؤزی تنگ نے گزشتہ دسمبر میں اس عہدہ سے اپنا استعفیٰ پیش کر دیا تھا اور انہوں نے اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ وہ صدارت کے فرائض سے الگ ہو کر کمیونسٹ پارٹی کی تنظیم کریں گے۔ اور کمیونسٹ پارٹی کے چیئرمین کا عہدہ ہی سنبھالیں گے۔ ان کے استعفیٰ کے متعلق قطعی فیصلہ چین کی پارلیمنٹ کو کرنا تھا چنانچہ اس نے آج مسٹر لیو شاؤچی کو ان کی جگہ نیا صدر منتخب کر لیا۔ مسٹر ماؤزی تنگ کی عمر اس وقت ۶۵ برس کی ہے۔ اب وہ اپنی تمام تر توجہات کمیونسٹ پارٹی کی پالیسی اور نظریاتی کام پر لگا سکیں گے۔ کمیونسٹ پارٹی کے چیئرمین کا عہدہ اب بھی ان کے پاس رہے گا اور اس عہدہ کی بدولت وہ اب بھی ملک کے سب سے زیادہ با اثر شخصیت ہوں گے۔ مسز سون چنگ لنگ جو کہ چین کی پہلی ری پبلک کے بانی ڈاکٹر سن یات سین کی بیوہ ہیں نیز سنگ یانا آدو پریذیڈنٹ سپریم کورٹ چینی ری پبلک کے نائب صدر چنے گئے ہیں۔ نیو چائنا نیوز ایجنسی نے کہا ہے کہ نئے صدر اور نائب صدروں کے چناؤ کا اعلان کا سواگت ممبران پارلیمنٹ ممبران نے پُرجوش تالیوں سے کیا۔

راولپنڈی ۲۷ اپریل ۔ جموں و کشمیر مسلم کانفرنس کی ورکنگ کمیٹی نے شیخ خورشید سردار ابراہیم کی جگہ آزاد کشمیر کا نیا صدر منتخب کر لیا۔ شیخ خورشید مرحوم مسٹر جناح کے سیکرٹری رہ چکے ہیں کہا جاتا ہے کہ وہ یکم مئی کو اپنے عہدہ کا حلف لیں گے۔ تب تک اس عہدہ پر کام کرتے رہیں گے۔ جب تک آزاد کشمیر میں کوئی نمائندہ وزارت نہیں بن جاتی۔

ہانگ کانگ ۲۷ اپریل ۔ آج پھر چینی پارلیمنٹ میں بھارت کے خلاف زہر اُگلا گیا اور بھارت کے لوگوں کو جارحیت پسند قرار دے کر ان پر یہ الزام لگایا گیا کہ وہ چین کے اندرونی معاملات میں مداخلت کر رہے ہے۔ نیو چائنا نیوز ایجنسی کے بیان کے مطابق بین الاقوامی قانون کے ایک ماہر نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ تبت کے مذہبی ٹولے کی جو ہمدردی اور حوصلہ افزائی بھارت کے بعض سیاستدانوں نے کی ہے۔ اور دلائی لامہ پر ٹھونسے گئے جو دو بیان جاری کئے گئے ہیں وہ جیسا ہی مداخلت کی کارروائی ہے انہوں نے کہا چینی عوام ہند چینی دوستی کی بڑی قدر کرتے ہیں مگر وہ اس معاملہ پر خاموش نہیں رہ سکتے۔ چین کی انقلابی کمیٹی کے ممبر مسٹر شاؤ لیا ڈو نے بھارت کو دھمکی دی کہ تم نے غلط اندازہ لگایا چینی عوام دوستی کی قدر کرتے ہیں مگر وہ اس کے خواہشمند ہیں۔ لیکن سالہا کروڑ چینی عوام کمزور نہیں ہیں۔

چندی گڑھ ۲۷ اپریل ۔ پتہ چلا ہے کہ پنجاب سرکار نے مرکزی وزارت دفاع سے وادی سپتی اور لاہول میں ہوائی اڈہ بنانے کیلئے امداد مانگی ہے۔ تاکہ ان دور دراز خطوں میں ترقیاتی کاموں کے لئے مشینری وغیرہ بذریعہ ہوائی جہاز پہنچائی جا سکے ہوائی اڈہ وادی سپتی میں بنایا جائے گا۔ وہاں موزوں مقام کی تلاش کے لئے بھارتی ہوائی فوج کا ایک ہوائی جہاز اڑان کریگا۔ اس علاقہ میں ہوائی اڈہ بنانے کی تجویز دسمبر میں اس علاقہ کی مشاورتی کمیٹی کی میٹنگ میں منظور کی گئی تھی۔

کھٹمنڈو ۔ ۲۷ اپریل ۔ اطلاع مظہر ہے کہ چینی حکام نے سارے تبت میں شام سے لیکر صبح تک کرفیو نافذ کر رکھا ہے اور تبتی عوام کی نقل و حرکت پر پابندی لگا دی ہے چینی فوج کے سو ڈویژن بغاوت کچلنے میں مصروف ہیں چینیوں نے تبت کی ساری سرحد بند کر دی ہے۔ اور سرحد پر کڑی نگرانی کی جا رہی ہے تاکہ تبت سے کوئی اطلاع نہ نکلنے پائے سرحد پر چینی فوج تعینات ہے۔

نئی دہلی ۲۷ اپریل ۔ پاکستان نے جو ہند کو یہ مشورہ دینا شروع کیا ہے کہ وہ بھی آزاد خارجہ پالیسی چھوڑ کر مغربی طاقتوں کی طرف مائل ہو جائے۔ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے یہاں کے ذمہ دار سیاسی حلقوں نے کہا کہ پاکستان کا مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہند بھی اسکی طرح پٹھو اور غلام ملک بن جائے ان حلقوں نے کہا کہ پاکستان کی